رجسٹرڈ انگلشیہ نمبر

شرح چندہ
سالانہ ...... ے
ششماہی ...... ۳؍
سہ ماہی ...... ۲؍

قیمت پرانا پرچہ (۴؍)

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ آصفیہ (نمبر ۱۰۱)

شرح چندہ
سالانہ ...... ے
ششماہی ...... ۳؍
سہ ماہی ...... ۲؍

قیمت فی پرچہ (۲؍)

نمبر (۱۶) | یکم اگست سنہ ۱۹۴۲ء شنبہ | ۱۷ رجب المرجب ۱۳۶۱ھ | ۲۶ شہریور ۱۳۵۱ ف | جلد (۲)

ستیاگرہ کی دہمکی

اُس کی وسعت اور نوعیت

قرارداد وار دہا کی مختلف تعبیریں

کانگریس نے جس تحریک کی دہمکی دی ہے اس کی نسبت ہر شخص سوچ رہا ہے۔ دوران جنگ میں کسی قسم کی سیاسی شورش خطرناک نتائج سے مملو ہوتی ہے خاص کر جبکہ یہ اعلان کیا جائے کہ یہ تحریک اجتماعی نوعیت کی ہوگی۔ گزشتہ اجتماعی تحریکات کے تجربہ سے یہ اندیشہ ناگزیر طور پر پیدا ہوتا ہے کہ اس سے زندگی کے تمام شعبوں میں انتشار پیدا ہوگا۔ جو لوگ کانگریس کے مخالف ہیں انہوں نے مسٹر گاندھی کی تجویز سے اپنے اختلاف کو واضح کر دیا ہے۔ یہ اشارے کئے گئے ہیں کہ اس تحریک کا شدید قسم کی امن شکنی کی صورت میں نمودار ہونا ایسا ممکن نتیجہ ہے جسکو حکومت نظر انداز نہیں کر سکتی۔ اس امر کے قرائن پائے جاتے ہیں کہ دوران جنگ میں ہر قسم کی قانون شکنی کے سدباب کیلئے حکومت سخت تدابیر اختیار کرے گی لیکن اس کے باوجود کانگریسی لیڈروں نے اپنے منصوبوں کو ترک کرنے کا کوئی میلان ظاہر نہیں کیا اس طرح ہندوستان کا سیاسی منظر تاریک ہوگا۔

جس وقت کانگریس کی مجلس عاملہ نے اپنی قرارداد شائع کی تھی اکثر لوگوں نے یہ سمجھ کر اطمینان کا سانس لیا تھا کہ کانگریس اپنی تحریک فوراً شروع نہیں کرے گی۔ قرارداد کے الفاظ اور یہ تجویز کہ اس قرارداد کو آل انڈیا کانگریس کمیٹی میں توثیق کے لئے پیش کیا جائے گا امید افزا اشارے سمجھے جا رہے تھے۔ بہرحال یہ بات بہت جلد واضح ہوگئی کہ ان امور سے بھی سیاسی صورت حال میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔ حسب معمول خود اس قرارداد سے زیادہ مسٹر گاندھی کی توضیح زیادہ اہم ثابت ہوئی۔ مسٹر گاندھی نے قرارداد کی جو تعبیر کی ہے اس کا پہلا ردعمل خوف اور اندیشے کی صورت میں ظاہر ہوا۔ بہرحال مسٹر گاندھی ہی وہ شخص ہیں جو تحریک کی رہنمائی کریں گے اور مجلس عاملہ یا آل انڈیا کانگریس کمیٹی ان کو باز نہ رکھ سکے گی۔

مختلف تعبیریں

یہ سمجھنا ہے کہ مولانا آزاد صدر کانگریس اور پنڈت نہرو نے قرارداد کی جو تعبیریں کی ہیں وہ گاندھی جی کی تعبیر سے مختلف ہیں۔ ان دو لیڈروں کے اعلانات سے پبلک کے ذہن پر یہ خیال مرتسم ہوتا ہے کہ وہ بغیر کسی تحریک کو جاری کئے باعزت سمجھوتہ کو ترجیح دیں گے اگر اس تحریک سے چین اور اقوام متحدہ کے مقاصد کو نقصان پہونچتا ہو۔ لیکن وہ اس مطالبہ پر برابر مصر ہیں کہ اقتدار برطانیہ سے ہندوستان کے ہاتھ میں فوراً منتقل کیا جائے۔ مسٹر گاندھی اور آزاد و نہرو جماعت کے نقطۂ نظر میں فرق یہ ہے کہ مسٹر گاندھی کو ایک تحریک جاری کرنے کے سوا کوئی متبادل صورت نظر نہیں آتی لیکن مولانا آزاد و پنڈت نہرو کو یہ توقع ہے کہ نہ صرف برطانیہ بلکہ اقوام متحدہ کو ایک سخت تنبیہ دی جائے تو ایسے نتائج پیدا ہوں گے کہ تحریک جاری کرنا غیر ضروری ہو جائے گا۔ وارد ہا کی اطلاع سے ظاہر ہوتا ہے کہ مجلس عاملہ سے جو قرارداد مرتب ہو کر منظور ہوئی اُس کے عقب میں یہی اُمید کارفرما تھی۔

ہمدردی کا فقدان

لندن، واشنگٹن اور چنگ کنگ کے ردعمل سے واضح ہوتا ہے کہ کانگریس کی اس روش سے بہت کم ہمدردی کا اظہار کیا جا رہا ہے لیکن اس ردعمل سے کانگریسی لیڈروں کے ارادوں میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوئی۔ اقوام متحدہ اور برطانیہ کے ردعمل کی نسبت مسٹر گاندھی نے کسی خیال کا اظہار نہیں کیا۔ مسٹر گاندھی کے لئے یہ ردعمل باعث حیرت نہیں ہوگا۔ شاید مسٹر گاندھی نے یہ فرض کر کے کہ حکومت کی جانب سے کوئی تشفی بخش جواب نہیں ملے گا یہ تہیہ کر لیا ہے کہ وہ تحریک ناگزیر طور پر جاری کی جائے جو اُن کے ذہن میں ہے۔

پنڈت نہرو اور مولانا آزاد اب بھی مایوس نہیں ہیں۔ ان کے بیانات سے پبلک کے ذہن میں یہی خیال مرتسم ہوتا ہے مثلاً پنڈت نہرو یہ تسلیم کرتے ہیں کہ وہ بالمشافہ طور پر ساعی جنگ میں خلل ڈالنے اور اس طرح جاپان کو مدد دینے کا خطرہ محسوس کرتے ہیں۔ پنڈت جی نے ایک بیان میں کہا ہے کہ جہاں تک ہو سکے ہم اس سے احتراز کریں گے لیکن معاملات کو ان کی حالت پر چھوڑ دینا زیادہ خطرناک ہے اس بیان میں شاید وہ اس اندیشہ کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ ملکی حالت کا باقی رہنا ہندوستانیوں کو اس قابل نہیں بنائے گا کہ جاپانی حملے کی مؤثر مدافعت کر سکیں کانگریس کے صدر بھی تقریباً یہی الفاظ میں یہی خیال ظاہر کر چکے ہیں۔

بقیہ ملاحظہ صفحہ (۱۱)

ہفتہ وار

مملکت

جلد (۲) | ۲۶ شہریور ۱۳۵۱ف روز سہ شنبہ | نمبر (۱۶)

کانگریس کی تحریک اور ریاستیں

معاصر "مشیر دکن" کی ۱۰ شہریور کی اشاعت میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ:-

"آل انڈیا اسٹیٹس پیپلز کانفرنس کی مجلس عاملہ کا ایک جلسہ ۵ اگست کو بمبئی میں منعقد ہوگا جبکہ متعدد ریاستوں کی صورت حال پر غور کیا جائے گا اور نیز ریاستی کارکنوں کے لئے کوئی طریقہ کار معین کیا جائے گا"

اسٹیٹس پیپلز کانفرنس کی مجلس عاملہ کا اجلاس بمبئی میں ایسے وقت پر منعقد ہو رہا ہے جبکہ انہی تاریخوں میں آل انڈیا کانگریس کمیٹی کا اجلاس بھی منعقد ہوگا جس میں نامہ نگار بمبئی کرونیکل کے بیان کے مطابق کانگریس کی مجلس عاملہ یہ قرارداد پیش کرے گی کہ گاندھی جی کو سارے ملک میں وسیع پیمانہ پر ستیاگرہ شروع کرنے کے کامل اختیارات دے جائیں۔ ایسی صورت میں آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے ساتھ ساتھ اسٹیٹس پیپلز کانفرنس کی مجلس عاملہ کا انعقاد اہمیت سے خالی نہیں۔ اسٹیٹس پیپلز کانفرنس جن محرکات کے تحت قائم کی گئی ان سے اب کون واقف نہیں۔ ارباب کانگریس کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ کانگریس کو ہندوستان کی واحد نمائندہ جماعت ثابت کرکے برطانوی ہند اور نیز ریاستوں پر اپنا اقتدار قائم کریں۔ مگر ریاستوں میں براہ راست مداخلت کرنا چونکہ کانگریس کے لئے دشوار ہو رہا تھا اس نے ایک ادارہ اسٹیٹس پیپلز کانفرنس کے نام سے قائم کیا جو کانگریسی لیڈروں کی سرپرستی اور ان کے مشورہ پر عمل پیرا ہے۔ اس ادارہ کی سرگرمیوں کا میدان زیادہ تر برطانوی ہند ہے مگر اس کے بعض ارکان نے ریاستوں میں بھی اسٹیٹ کانگریس قائم کرکے ذمہ دارانہ حکومت کا نعرہ بلند کیا۔ آغاز جنگ سے پہلے جس وقت قانون حکومت ہند ۱۹۳۵ء کی وفاقی اسکیم کو روبہ عمل لانے کا مسئلہ درپیش تھا کانگریس ان ریاستوں کے ساتھ شریک وفاق ہونے تیار تھی جہاں ذمہ دارانہ حکومت قائم کی گئی ہو۔ ذمہ دارانہ حکومت کے مطالبہ کی تہ میں یہ خواہش کارفرما تھی کہ ریاستوں سے جو ارکان وفاقی اسمبلی میں منتخب ہوکر آئیں وہ سب کانگریسی ہوں اور اس طرح مرکز میں کانگریس کو اکثریت حاصل ہو جائے اور وفاقی حکومت کو اکثریت کی وحدانی حکومت میں تبدیل کیا جاسکے۔ برطانوی ہند کے سات صوبوں میں کانگریسی حکومت قائم ہوتے ہی ارباب کانگریس نے اسٹیٹس پیپلز کانفرنس کے ذریعہ ریاستوں میں بے چینی اور شورش پیدا کردی تھی۔ اس ساری ہڑبونگ کا مقصد یہی تھا کہ ریاستوں میں بھی کانگریسی راج قائم ہو جائے اور رؤسا ہند واردھا کو اپنا مرکز تصور کرنے لگیں۔

ریاستوں کا رد عمل

حصول اقتدار کے لئے کانگریس کی جن پردہ سرگرمیوں کے جو اثرات ریاستوں پر مترتب ہوئے ہیں ان سے متعلقین سیاسیات بخوبی واقف ہیں۔ ابھی چند ہفتے قبل بمبئی میں ایوان رؤسا کی مجلس قائمہ کا جو اجلاس منعقد ہوا تھا اس میں کمیٹی وزراء نے ایک رپورٹ پیش کی ہے جس میں ریاستوں کی سیاسی وحدت کو برقرار رکھنا اور ان کو بیرونی مداخلت سے محفوظ رکھنے کے طریقوں سے بحث کرتے ہوئے یہ بیان کیا گیا ہے کہ بعض بیرونی ادارے مختلف طریقوں سے ریاستوں میں مداخلت کر رہے ہیں۔ اس رپورٹ میں یہ بھی جتلایا گیا ہے کہ ریاستیں ہمیشہ خلوص دل سے ہندوستان کے اتحاد میں شریک رہنے کی کوشش کرتی رہی ہیں لیکن ان کے مخلصانہ ارادوں کو غلط سمجھا گیا اور ان کی کمزوری پر محمول کیا گیا۔ نہ صرف یہی بلکہ ریاستوں کو ہندوستانی قومیت کا ایک ایسا ماؤف اور مریض عضو سمجھا گیا جس کو کاٹ کر پھینک دینا ہی مناسب ہے۔ اس صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے کمیٹی وزراء نے یہ رائے دی ہے کہ ہندوستانی ریاستوں کی ایک علحدہ یونین قائم کی جائے جس کے پاس اتنی قوت ہو کہ وہ اندرونی اور بیرونی خطرات کا مقابلہ کرسکیں۔

ریاستوں کا یہ رد عمل نتیجہ ہے کانگریس کے ہوس اقتدار کا مگر ارباب کانگریس اپنی سرگرمیوں کے سارے نتائج سے واقف ہونے کے باوجود اپنے منصوبوں سے ایک اینچ ہٹنے کے لئے تیار نظر نہیں آتے چنانچہ پنڈت گوبند بلبھ پنتھ سابق کانگریسی وزیر اعظم یوپی نے گذشتہ ہفتہ اپنے ایک صحافتی بیان میں کہا ہے کہ "اگر کانگریس کو حقیقی اقتدار مل جائے تو وہ ایسا دستور مرتب کرے گی جو ہر طبقہ اور فرقے کے لئے قابل قبول ہو" اس بیان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستان کا دستور مرتب کرنے کا اختیار کانگریس صرف اپنے لئے محفوظ رکھنا چاہتی ہے اور وہ اقلیتوں کے حق خود ارادیت اور ریاستوں کی سیاسی وحدت کو تسلیم کرنے تیار نہیں ہے۔

تحریک ستیاگرہ کی وسعت

کانگریس نے اپنے عزائم کا ریاستوں میں اسٹیٹس پیپلز کانفرنس اور بعض ریاستوں میں اسٹیٹ کانگریس کے اداروں سے پرچار کر رہی ہے۔ موجودہ حالات میں آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے اجلاس کے ساتھ ساتھ اسٹیٹس پیپلز کانفرنس کی مجلس عاملہ کا انعقاد ظاہر کرتا ہے کہ ہوا کا رخ کدھر ہے۔ بعض حلقوں میں یہ قیاس کیا جا رہا ہے کہ ریاستی کارکنوں کے لئے کوئی طریقہ کار معین کرنے کے معنے یہی ہو سکتے ہیں کہ اگر آل انڈیا کانگریس کمیٹی تحریک ستیاگرہ جاری کرنے کی قرارداد منظور کرے گی تو ممکن ہے کہ اس قرارداد کے مطابق اسٹیٹس پیپلز کانفرنس کے کارکن ریاستوں میں بھی تحریک ستیاگرہ شروع کردیں۔ چنانچہ چند روز قبل [illegible] بمبئی میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ:-

"گاندھی جی جو تحریک شروع کرنے والے ہیں وہ صرف برطانوی ہند تک محدود نہیں رہے گی بلکہ ہندوستانی ریاستوں میں بھی جاری ہوگی۔ اب تک تمام تحریکیں صرف برطانوی ہند تک محدود تھیں مگر اب گاندھی جی کا ارادہ ہے کہ مجوزہ تحریک ہندوستانی ریاستوں میں بھی چلائی جائے"

اس خبر کی تائید میسور اسٹیٹ کانگریس کی روش سے بھی ہوتی ہے۔ معاصر "مشیر دکن" کی ۱۰ شہریور کی اشاعت میں "میسور اسٹیٹ کانگریس اور واردھا ریزولیوشن" کے عنوان سے یہ خبر شائع ہوئی ہے۔

"سمجھا جاتا ہے کہ میسور اسٹیٹ کانگریس کی مجلس عاملہ نے جس کا اجلاس ۱۸ اور ۱۹ جولائی کو بنگلور کے قریب ایک موضع میں منعقد ہوا مجلس عاملہ آل انڈیا نیشنل کانگریس کی منظورہ قرارداد سے اتفاق ظاہر کیا اور یہ بیان کیا کہ آئندہ گاندھی جی کی طرف سے جو بھی جدوجہد جاری کی جائے گی اس میں میسور اسٹیٹ کانگریس کبھی پیچھے نہیں رہے گی۔ لیکن چونکہ میسور اسٹیٹ کانگریس شخصی طور پر گاندھی جی کی اطاعت گزار ہے اس لئے آخری فیصلہ کا انحصار انہی کی مرضی پر ہے اور کانگریس کی مجلس عاملہ کی قرارداد میں ریاستوں کا کوئی تذکرہ موجود نہیں ہے اس خصوص میں کہا جاتا ہے کہ غالباً مسٹر ٹی سبرامنیم صدر میسور اسٹیٹ کانگریس کل ہند کانگریس کمیٹی کے آئندہ اجلاس میں شرکت کریں اور مجوزہ احتجاجی تحریک میں ریاستوں کے موقف پر توضیحات طلب کرنے کی غرض سے گاندھی جی سے بھی ملاقات کریں"

اس خبر سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ صوبوں میں بھی اسٹیٹ کانگریس تحریک میں حصہ لینے کے لئے تیار ہے۔ اس سے یہ اندازہ بھی لگایا جاسکتا ہے کہ دوسری ریاستوں میں بھی اسٹیٹ کانگریس کے کارکنوں کی کیا روش ہوگی۔ گاندھی جی کی تحریک کی نوعیت ابھی راز میں ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے اجلاس بمبئی میں گاندھی جی اپنی تحریک کی تفصیلات پیش کریں گے۔ اگر گاندھی جی کی مہم میں ریاستوں کو بھی شامل کرلیا گیا جس کے قرائن مندرجہ بالا خبروں سے پائے جاتے ہیں تو ریاستی حکومتوں کو جس قسم کی شورش اور اس تنگی سے دوچار ہونا پڑے گا محتاج بیان نہیں۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اسٹیٹس پیپلز کانفرنس اور اسٹیٹ کانگریس کے کارکنوں کے مشاغل اور سرگرمیوں پر سخت نگرانی رکھی جائے اور شورش کے ذرا بھی آثار پائے جائیں تو فوراً آہنی پنجہ استعمال کیا جائے۔

تخریب کا سامان

گاندھی جی کی مجوزہ تحریک سے ہندوستان کی کسی سیاسی جماعت کو ہمدردی نہیں ہے۔ اس مہم سے جس کو گاندھی جی شروع کرنا چاہتے ہیں "اکھنڈ بھارت" تو وجود میں نہیں آئے گا البتہ ملک میں بہت جلد انتشار پھیل جائے گا جس سے دول محور کے عزائم کو تقویت پہونچے گی۔ دول محور یہ ہرگز نہیں چاہتے کہ ہندوستان اور برطانیہ کے مابین کوئی سمجھوتہ ہو جائے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ایسی صورت میں برطانیہ اور اقوام متحدہ کے مساعی جنگ کی رفتار تیز تر ہو جائے گی۔ چنانچہ اوائل جون میں ٹوکیو کی نشرگاہ سے یہ اعلان کیا گیا تھا کہ ہندوستان میں فوراً کوئی تحریک شروع ہو جائے تو ایسی تحریک نہ صرف انگلستان بلکہ امریکہ اور چین کو بھی کمزور کردے گی۔ اس سے ظاہر ہے کہ جاپان کو یہ یقین ہے کہ اگر ہندوستان میں کوئی سیاسی انتشار پیدا ہو جائے تو اقوام متحدہ چین کو امداد نہیں پہونچا سکیں گے اور جاپان آسانی سے چین میں اپنے عزائم پورے کرسکے گا۔ واردھا کی قرارداد پر جاپان میں جس مسرت کا اظہار کیا جارہا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ جاپان کانگریس کی مہم کا گہرا مطالعہ کررہا ہے اور اس مہم کی رفتار پر اس کے آئندہ منصوبے منحصر ہیں۔ بعض مبصرین کا خیال ہے کہ موسم باراں ختم ہوتے ہی ممکن ہے کہ جاپان ہندوستان پر حملہ کردے۔ ایسے وقت پر گاندھی جی کی مہم نہ صرف مساعی جنگ میں مزاحمت پیدا کرے گی بلکہ خود ہندوستان کے لئے ایک مہیب خطرے کو دعوت دے گی۔

قدیم تہذیب کا احیا

خبر ہے کہ پنڈت مدن موہن مالوی، سیٹھ جگل کشور برلا، آنریبل ڈاکٹر شیام پرشاد مکرجی (نائب صدر آل انڈیا ہندو مہاسبھا اور منسٹر بنگال گورنمنٹ) سیٹھ رام کشن ڈلمیا، پنڈت رام سنگھ تریاٹھی اور دوسرے ذکی رتبہ ہندو لیڈروں نے کلکتہ میں ایک ٹرسٹ قائم کیا ہے جس کا نام "آل انڈیا ہندو دھرم آریہ اور دھرم سیوا سنگھ" ہے۔

انھوں نے ایک انجمن بنام آل انڈیا ہندو دھرم آریہ دھرم سیوا سنگھ بھی قائم کی ہے جس کے دفتر دہلی اور کلکتہ میں کھول دئیے گئے۔ ہندو قوم اور اس کے مذہب اور کلچر کی ترقی کے لئے بانیان موصوف نے ایک کروڑ روپیہ کی اپیل کی ہے۔

اس ٹرسٹ اور سنگھ کے بڑے مقاصد مجموعی طور پر یہ بتائے گئے ہیں۔ سناتنی، آریہ سماجی، بدھ مت، جین اور سکھ ہر اعتقاد کے ہندوؤں کی خدمت کرنا، انہیں قوی بنانا اور منظم کرنا تاکہ وہ اپنی قدیم عظمت کو برقرار رکھ سکیں اور دنیا میں ایک آزاد اور خوش حال قوم کی طرح رہ سکیں۔

پھر لکھا ہے کہ سنگھ کا لائحہ عمل غریب ضرورت مندوں کی پیشہ ورانہ تعلیم، مذہبی تعلیم، نچلی ذاتوں اور بیواؤں کی حالت سدھارنا ہوگا۔ اور طریق کار مندروں کا سنگھٹن، کوآپریٹیو سوسائٹیاں، دودھ بھون اور یتیم خانے قرار پایا ہے۔

سنگھ اپنی بہترین طاقت صرف کرے گا کہ سنسکرت اور سنسکرت آمیز ہندی کے ذریعہ آرین کلچر کو عام پسند بنائے۔

ان تحریکوں کی نسبت زیادہ لکھنا غیر ضروری ہے کیونکہ جن کاموں کا انہیں آلہ بنایا جائے گا ان میں سے اکثر بہتر حد تک مذہبی ہیں۔ ٹرسٹ کے خاص مقاصد جو بتائے گئے اس سے ظاہر ہے کہ وہ اسم بامسمیٰ ہوگا یعنی بالکل مذہبی ادارہ ہوگا۔ مگر اس کے نام میں آریہ کا لفظ نہ معلوم کس مصلحت سے داخل کیا گیا ہے۔ آیا یہ مطلب ہے کہ دراوڑی قوموں کا اس ٹرسٹ سے کوئی واسطہ نہ ہوگا؟ ہریجن کا حصہ بھی بہت کم معلوم ہوتا ہے۔

سنگھ کی نسبت کچھ وضاحت سے کام لیا گیا ہے مگر اس کی مجوزہ مصروفیتوں کی آخری مد یعنی "ہندی اور سنسکرت سے بھری ہوئی ہندی" ایک غیر جانب دار اور دوسرے پڑھنے والے کے دل میں یہ شک پیدا کئے بغیر نہیں رہ سکتی کہ کہیں یہ سب کچھ اس عمل کیلئے ہی گرد تو نہیں جو دو ہزار روپیے کی مقاصد میں رکھا گیا ہے کیونکہ "بہترین طاقت" کا فقرہ اسی مد کے لئے استعمال ہوا ہے۔

جہاں مالوی جی اور برلا اور ڈلمیا جیسی ہستیوں کے نام ہوں ایک کروڑ روپیہ اکٹھا ہو جانا بڑی بات نہیں ہے۔ بڑی بات یہ ہے کہ یہ روپیہ اور کارکنوں کی بہترین کوششیں برادران وطن کے صحیح مفاد و فلاح میں صرف ہوں نہ کہ ان کو اپنے ہم وطنوں سے اور زیادہ جدا کرنے اور منفصل کرنے کے کام میں۔ (ہماری زبان)

نائب معین امیر جامعہ عثمانیہ

ڈاکٹر رضی الدین صاحب صدیقی کو بارگاہ خسروی سے بمراحم خسروانہ جامعہ عثمانیہ کے عہدہ نائب معین امیر جامعہ فرمایا جانے پر انجمن طیلسانین عثمانیہ کے جلسۂ عام منعقدہ ۲۲؍شہریور ۱۳۵۱ف نے استادہ ہوکر حسب ذیل قرارداد منظور کی:

"انجمن طیلسانین عثمانیہ کا یہ جلسہ عام بخدام اعلیٰ حضرت بندگان عالی کی بارگاہ جلالت مرتبت میں اپنے عمیق عبودیانہ جذبات تشکر کا اظہار کرتا ہے کہ جامعہ عثمانیہ کے نائب معین امیر کے عہدہ جلیلہ پر جامعہ کے ایک نامور اور مایہ ناز سپوت ڈاکٹر رضی الدین صاحب صدیقی کا تقرر فرمایا گیا ہے جو نہ صرف عثمانیہ برادری بلکہ کل رعایا کے لئے باعث حوصلہ افزائی ہے۔"

راجہ جی کی گاندھی جی سے ملاقات

فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے لئے سعی

واردھا گنج ۲۹؍جولائی۔ مسٹر سی راج گوپال اچاری آج صبح مسٹر گاندھی سے ایک گھنٹہ تک گفتگو کرتے رہے۔ سمجھا جاتا ہے کہ فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے لئے مسٹر راجا جی اپنی پوری قوت صرف کررہے ہیں اور انہیں مسٹر گاندھی کے اس حالیہ بیان سے بڑی تقویت حاصل ہوئی ہے جس میں لیگ اور کانگریس کی مفاہمت کے لئے ایک کمیٹی کے تقرر کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ یاد کیا جاتا ہے کہ راجہ جی نے اس امر پر بھی زور دیا کہ برطانوی شہنشاہیت اقلیتوں کو مسترد کرے۔ انھوں نے مسٹر گاندھی پر بھی واضح کیا کہ لیگ ایک ایسی کمیٹی کے تقرر پر آمادہ ہے۔ ایسی صورت میں کوئی چیز مانع نہیں ہوسکتی کہ ہر فرقہ کے سوال کے لئے راستہ کھلا ہو۔ جب نمائندہ اورینٹ پریس کو جب راجہ جی سے ملنے کا موقع ملا تو انھوں نے کہا "واردھا میں میری آمد موجودہ حالات سے پیدا شدہ صورت کا ایک منطقی نتیجہ ہے۔ میرا بہت ضروری خیال تھا کہ میں مسٹر گاندھی سے ملاقات کروں۔ ہندوستان کے ایک روشن مستقبل پر میں اعتماد رکھتا ہوں اور کوئی وجہ نہیں کہ ہم مایوس ہو جائیں۔"

شرانگیزی

بعض مقامی اخبارات نے مسٹر رام چندر راؤ کی اسسٹنٹ ڈائرکٹر جنرل پولیس سے ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "مسٹر وائی ڈی جوشی کے عہدے سے برطرفی کے بعد مسٹر رام چندر راؤ نے شکر یہ ادا کیا"۔ یہ ایک گمراہ کن اور شرارت آمیز بیان ہے کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ مسٹر وائی ڈی جوشی کو کبھی بھی برطرف نہیں کیا ...

موسم بہار کا نازی حملہ

برطانیہ کے ایک سابق نامہ نگار اور مصنف مسٹر [illegible] ہاگسن نے حال ہی میں بی بی سی سے ایک تقریر نشر کی۔ انہوں نے موسم بہار کی پیش قدمی کا ذکر کیا۔

انہوں نے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جنگ کے اس ڈرامہ کے تیسرے ایکٹ کا پردہ اٹھ گیا ہے جس کا اہم مصنف ہٹلر ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اسی تیسرے ایکٹ میں یہ ڈرامہ اپنی سب سے نازک منزل یعنی نقطۂ عروج پر پہنچ جائے۔ اس کے بعد چاہے ڈرامہ کا کتنا ہی طول دیا جائے نتیجہ ہم پر واضح ہو جائے گا۔ اور میں کہتا ہوں کہ اس کا نتیجہ ہی کچھ ہوگا اس ڈرامہ کے مصنف مسٹر ہٹلر کا خیال ہے کہ ڈرامہ کچھ اور مدت تک ہوتا رہے گا۔ وہ اپنے حامیوں کو جو پہلے ہی سے تکلیف دہ جگہوں پر بیٹھے ہیں یہ ترغیب دے رہا ہے کہ انہیں تو جیسے تیسے ایک اور ناگوار موسم سرما گزارنا پڑے گا۔ ہٹلر انہیں یہ باور کرا رہا ہے کہ ان کی مزید تباہی کے سامان پیدا کئے جا رہے ہیں۔ بلاشبہ ہم اس کی گفتگو اور ہتھکنڈوں کے طریقوں کے عادی ہو گئے ہیں۔ دھمکی اور اس کا نتیجہ ہمارے لئے کوئی حیرت کی بات نہیں ہے۔ یاد ہوگا کہ فروری میں ہٹلر نے اپنے ایک کارندے کو یہ اعلان کرنے کی ہدایت کی تھی کہ برطانوی شہروں پر بمباری کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ جرمن ہوائی فوج کی قوت پھر کبھی اس پر ضائع نہیں کی جائے گی۔ جرمن شہروں پر برطانیہ چاہے کتنے ہی شدید ہوائی حملے کرے۔ جرمنی آئندہ کبھی انتقام نہیں لے گا۔ مگر اب چند ہفتے ہوئے اس نے اپنے اشاروں پر چلنے والے ایک اور شخص کو یہ اعلان کرنے کا حکم دیا کہ وہ اپنی کتاب (بیڈیکر) کا مطالعہ کرنے میں مصروف ہے تاکہ ہماری شاندار عمارتوں کا پتہ لگا کر ان کو تباہ کرنے کے لئے بمبار ہوائی جہاز بھیجے۔ سچ پوچھئے تو اس سے ہمارے معلومات میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔

اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے مسٹر ہاگسن نے کہا

آپ اور ساری دنیا اس سے خوب واقف ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ اگر وہ یہ سمجھتا ہے کہ کسی کلیسا یا کسی خوبصورت مقام کو توڑ دینے سے یا کسی ایسی عمارت پر مشین گن چلانے سے جس میں زیادہ بڑے بیمار یا بچے رہتے ہیں اس کو فائدہ ہوگا تو وہ پس و پیش نہیں کرے گا۔ یہ اس کے اصول کا ایک جز اور اس کے عقیدہ کا ایک حصہ ہے۔ ہم کافی عرصہ پہلے ہی اس کے اصول اور عقیدہ سے واقف ہو گئے تھے۔ اس لئے یہ بات ہمارے لئے ذرا بھی تعجب انگیز نہیں تھی کہ اس نے اپنے بمبار ہوائی جہازوں کا رخ شہر باتھ کی طرف پھیرنے کی کوشش کی یا اس نے یارک کے کلیسائی شہر پر مشین گن چلائے۔ اور وہ [illegible] کے قدیم مقام پر حملے کئے۔ اس نے ان حملوں کو لیوبک اور روسٹاک پر شاہی ہوائی فوج کے حملوں کا انتقام بتایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دھوکوں کی دنیا میں زندگی بسر کرنے والا شخص یہ سمجھتا ہے کہ اگر وہ باتھ کی خوبصورت یادگار اور ایک اگلے زمانہ کی دوسری حسین یادگاروں کو توڑ دے جب کہ انسان آج کی [illegible] تو ہم اپنے بمباروں کے ان کارخانوں پر نہیں گرائیں گے جو دشمن کے ہر قسم کے ہوائی جہاز تیار کرتے ہیں۔ اور اگر اس کے ہوائی جہاز یارک پر بمباری کریں تو ہم اسی طرح اسکی (آگسبرگ) پر حملہ نہیں کریں گے جہاں وہ آبدوز کشتیوں کے انجن بنائے جاتے ہیں۔

مجھے آپ سے یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ اس معاملہ میں بھی ہٹلر غلطی پر ہے۔ جیسا کہ دوسرے معاملوں میں ہے۔ (باتھ) (یارک) یا (ناروچ) کا نقصان نہیں چاہتے جیسے (ولسہام) یا (ویسٹ منسٹر ایبے) یا (قصر بکنگھم) یا لندن کے (ایسٹ اینڈ) پر جہاں ہمارے مزدور رہتے ہیں۔ ہم نے کبھی پسند نہیں کیا۔ شخصی طور پر میں ہوائی بمباری سے نفرت کرتا ہوں میں اس کو انسانیت کی توہین سمجھتا ہوں مگر یہ آفت خود ہٹلر کی لائی ہوئی ہے۔ اس نے اس کو اس قدر ترقی دی کہ نظیر نہیں ملتی۔ سنہ ۱۹۴۰ء کے موسم سرما میں ہم اس سے آشنا ہوئے۔ جب کہ بڑی تعداد میں جرمن ہوائی جہازوں نے ہمارے ساحلوں کو پار کرنا شروع کیا۔ ہم نے [illegible] گیا ہم نے اس مصیبت کو جھیل لیا۔ ہمارے دشمنوں کو اپنے مقصد میں ناکامی ہوئی۔ قدیم تمدن کی سڑکوں پر جس وقت بم کے گولے پھٹتے تھے کہ ایک موٹر بھی برابر چلتی رہتی تھی۔ اور نرسیں بموں کا نشانہ بنتے والے ہسپتالوں سے بچوں کو لے جاتے ہوئے انہیں تسکین دیتی تھیں۔ "ہم تم کو [illegible] لائٹ دکھانے لے جا رہے ہیں۔" ایسٹ اینڈ کی بوڑھی عورتیں یہ کہا کرتی تھیں کہ حالات اور خراب ہوں تو وہ منتقل ہوں گی۔ دشمن آخر میں مایوس ہو گیا۔ اس نے انسانی رحم اور ہمدردی کے تقاضوں کی بنا پر حملے موقوف نہیں کئے بلکہ اس لئے موقوف کئے کہ اسے بہت بھاری قیمت ادا کرنی پڑ رہی تھی۔ اور ہمارے روسی دوستوں نے بھی جنگ میں حصہ لینا شروع کر دیا تھا۔

مسٹر ہاگسن نے کہا۔ لندن ہو یا کوونٹری شیفیلڈ ہو یا یارک یا ناروچ ہر جگہ ایک ہی جذبہ کارفرما ہے [illegible] سے جن بڑھیوں کو باہر نکال دیا گیا انہوں نے کہا "ہم بہت جلد واپس ہوں گے۔" ناروچ کے اخبار نے اپنے ایک اداریہ میں لکھا ہے۔ "ہم بربریت کا جواب بربریت سے نہیں دے سکتے۔ اگر ناروچ کا کلیسا تباہ ہو جائے تو اس کا جواب یہ نہیں ہے کہ کولون کے باشندوں پر بمباری کی جائے۔ اس کی بجائے ہمیں اس واقعہ کو اس شخص کی مایوسی کا ثبوت سمجھنا چاہئے اور جہاں تک جلد ممکن ہو اس کے خاتمہ کا تہیہ کر لینا چاہئے۔" اخبار نیوز کرانیکل (ڈیلی) نے ہٹلر کے طریقوں کا ذکر کرتے ہوئے یہ رائے ظاہر کی ہے۔ غصہ اور جلد بازی نہایت خراب فوجی مشیر ہوتے ہیں یا نہیں سمجھتا کہ ہم ہٹلر کی طرح ان میں سے کسی کے آگے بھی سر جھکانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جرمنی کی جنگی صنعتوں بندرگاہوں اور جہازی کارخانوں پر بمباری کرنا ہماری پرانی فوجی حکمت عملی ہے اور ہم ہماری عظیم الشان عمارتوں [illegible] یا ہٹلر کی چیخ پکار کی بابت اس حکمت عملی سے دست بردار نہیں ہوں گے۔ کیونکہ اب اسے اور اس کے ساتھیوں کو تجربہ ہو رہا ہے کہ آسمانوں سے تباہی اور بمباری کی بارش کے کیا معنی ہوتے ہیں۔

آلیور کرامول کا قول ہے "کسی چیز کو مقرر کیجئے اور اپنے کام کے لئے جو مناسب اور ممکن طریقہ اختیار کرو۔" یہ قول ہمارے دلوں پر نقش ہے۔ صورت حال ایسی نہیں جیسی لندن پر بمباری کے وقت تھی۔ ہمارے ہوائی جہاز بہت بڑھ چکے ہیں اور ہم بھی بہت طاقتور اور موثر۔ برطانیہ کا کوئی شہر جیسی کہ [illegible] (کارلسروہے) بھی ایک رات میں اس قدر تباہ نہیں ہوا جیسا کہ ہمارے بموں کی وجہ سے (لیوبک) کا حشر ہوا۔ لیوبک جرمنی کی ایک ساحلی بندرگاہ ہے جہاں سے روسی محاذ کو جنگی رسد بھی جاتی ہے ہمارے (اسٹرلنگ) (لینکاسٹر) (مانچسٹر) اور (ہیلیفیکس) قسم کے بہت بڑے بمبار ہوائی جہاز ہیں اور یہ اتنا وزن لے جا سکتے ہیں کہ ابھی تک جرمنی نے اتنا وزن لیجانے والے ہوائی جہاز ہمارے ملک پر حملہ کے لئے نہیں بھیجے۔ ان میں کا ہر ایک جہاز برطانیہ پر حملہ کرنے والے (ہینکل) قسم کے جہاز سے تین گنا وزن لے جا سکتا ہے۔ مسٹر ہاگسن نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا "اس خطرناک جنگ کے ڈرامہ نویس کو اس ڈرامہ کا تیسرا ایکٹ شروع ہو جانے سے خوشی نہیں ہو سکتی۔ اسے یہ محسوس ہو رہا ہے کہ واقعات پلٹ گئے ہیں۔ اس کے ڈرامہ کردار اس کی فرمانبرداری نہیں کر سکتے۔ واقعات اس کے نصب العین کے خلاف جا رہے ہیں۔ یہ وہ وقت ہے جب کہ فتح و نصرت کے فصیح و بلیغ بیانات سنائے جانے چاہئے تھے۔ لیکن (لیوبک) (روسٹاک) (کولون) (ٹرانڈھیم) (ہمبرگ) (روبر) (ایمڈن) پر بمباری کے دھماکوں اور گرجدار آوازوں میں یہ الفاظ دب گئے ہیں وہ آسمانوں کی سمت سے تباہ کن حملے شروع ہو گئے۔

(مسٹر ہاگسن نے آخر میں کہا)

ہمارے بمبار ہوائی جہازوں کا یہ شور پکار مسٹر ہٹلر کی آواز کو دبانے کے لئے جاری رہے گا۔ اور جب یہ ختم ہوگا تو اختتامی الفاظ کہنے والا شخص وہ نہیں ہوگا جو اس خونی ڈرامے کا مصنف ہے۔

گیہوں کے ذخائر پر نگرانی

(بقیہ صفحہ ۱)

اس لئے پبلک کو چاہئے کہ وہ ان دکانداروں کو ایک روپیہ میں آٹھ آنہ یا ایک روپیہ سے زائد کا گیہوں دینے پر مجبور نہ کرے۔

ان حالات میں گیہوں استعمال کرنے والوں کو کچھ زحمت تو ہوگی مگر ضروریات وقت کے مد نظر انہیں گوارا کرنا ہوگا۔ ساتھ ہی جو لوگ عادتاً گیہوں استعمال کرتے ہیں وہ گیہوں کا استعمال کم کر کے اس کے بجائے دوسرے اجناس خوردنی استعمال کرنا شروع کریں تو مناسب ہے۔ بیوپاری اپنے ذاتی استعمال کیلئے جس قدر گیہوں کی ہر ہفتہ ضرورت ہو اس کی اطلاع [illegible] مال والی فسر [illegible] تیار کر دیں تو وہ ایسی تمام اطلاعات جمع ہونے پر ہر شخص کو جس قدر کہ گیہوں دیا جا سکے دلوانے کی کوشش کریں گے۔

امریکہ، چین، اور برطانیہ کے مفادات خطرے میں

سیول نافرمانی کا بے باکی سے مقابلہ ضروری ہے

مسز واشانورڈگرس کی نشری تقریر

مسز واشانورڈگرس نے اپنی نشری تقریر میں امریکہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ:-

میں ہمیشہ ہندوستان کا بڑا دوست رہا ہوں۔ میں نے ماضی میں ہندوستان کی آزادی کے لئے بہت کچھ کیا ہے۔ جب میں بڑا عالمی جنگ میں شریک ہوا اور یہ دیکھا کہ حکومت برطانیہ ہندوستان کی حکومت خود اختیاری کے لئے ایک تجویز پیش کرنے کے لئے تیار اور آمادہ ہے تو میں نے برطانیہ کی حکومت اور باشندوں کی جانب اس تجویز کو ہندوستان کے سیاسی قائدین کے آگے براہ راست پیش کرنے کے لئے میں نے ہزاروں میل کا سفر کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ ہمارا پیش کش یہ تھا کہ باشندگان ہند کو یہ آزادی حاصل رہے گی کہ جیسا ہی جنگ ختم ہو جائے وہ جس طرز کی حکومت چاہیں تشکیل دیں۔ ہم نے طریقہ کار کی نسبت ایک وسیع خاکہ پیش کیا تھا۔ مختلف مذاہب اور نسلوں کے لئے یہ بات کھلی چھوڑ دی گئی تھی کہ وہ متفقہ طور پر کوئی اور طریقہ چاہیں تو اختیار کریں۔

لیکن افسوس ہے کہ انہوں نے نہ تو اس تجویز کو قبول کیا اور نہ کوئی قابل متفقہ صورت پیش کی۔ نہ صرف آئندہ کا انتظام بلکہ موجودہ صورت حال کی بنا پر کانگریس نے ان تجاویز کو مسترد کر دیا۔ ہم ہندوستان کے نمائندہ سیاسی لیڈروں کو وائسرائے کی مجلس عاملہ میں فوراً جگہ دینے تیار تھے۔

ناگزیر انتشار۔

مسٹر گاندھی نے یہ مطالبہ کیا ہے کہ ہم ہندوستان سے چلے جائیں اور ملک کو گہرے مذہبی اختلافات میں چھوڑ کر جہاں دستوری حکومت کی کوئی صورت یا منظم نظم و نسق نہ ہو ہٹ جائیں۔ کوئی ذمہ دار حکومت ایسا قدم نہیں اٹھا سکتی خاص کر دوران جنگ میں۔

مسلمان جو کم از کم آٹھ کروڑ ہیں ہندو تسلط کے مخالف ہیں اور پست اقوام کے کروڑہا افراد بھی ایسا تسلط نہیں چاہتے۔ کانگریس یا مسٹر گاندھی کے مطالبہ کو قبول کرنے سے انتشار اور بدنظمی ناگزیر طور پر پیدا ہوگی۔ یہ صرف میرا خیال نہیں ہے بلکہ خود مسٹر گاندھی کا بھی یہی بیان ہے۔ ابھی حال میں انہوں نے کہا ہے "صرف قانون ہی ایک راستہ ہے"۔ ہندوستان اس وقت دول محور کے خلاف محاذ عالم کا ایک جزو ہے۔ ہندوستان کو جاپانی حملے سے بچانے کے لئے برطانوی، چینی، امریکی، اور ہندوستانی فوجیں دوش بدوش لڑ رہی ہیں۔ چینی اور امریکہ متحدین کی طرف سے جو واجبات حکومت برطانیہ پر عائد ہوتے ہیں ان کی وجہ سے پابندی عائد ہے کہ ہمیں اس بات کا اطمینان کر لینا چاہئے کہ ہندوستان ایک ایسا مستحکم مرکز ہی رہے گا جہاں سے جاپانی دشمنوں کو خلاف کارروائی کی جا سکے اور ہم ہندوستان کی کسی سیاسی جماعت یا لیڈر کو ایسے حالات پیدا کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے جن سے اقوام متحدہ کی فوجوں یا ہوائی طاقتوں کی عافیت کو خطرہ لاحق ہو یا اس نے محاذ جنگ پر دشمن کی پیش قدمی کو تقویت پہنچے۔

یہ ذمہ داری نہ صرف ان برطانوی اور امریکی فوجوں پر عائد ہوتی ہے جو ہندوستان میں ہیں بلکہ خود ہندوستانیوں پر بھی۔ یہی وجہ ہے کہ تمہارے ملک اور ہمارے ملک کو ہندوستان کی موجودہ حالات سے اس وقت گہرا تعلق خاطر ہے۔ تمہارے فرزندان وطن اور ہمارے فرزندان وطن ہندوستان کی مدافعت اور جاپان کے خلاف جنگ میں مدد دے رہے ہیں۔ تمہاری پالیسی اور ہماری پالیسی ہندوستان کی مدافعت ہے لیکن مسٹر گاندھی اور کانگریس کے خیالات مختلف ہیں۔

مسٹر گاندھی کو میں ہمیشہ احترام کے ساتھ ایک بڑا قومی اور مذہبی لیڈر سمجھتا رہا ہوں لیکن میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ وہ موجودہ حالات میں اپنے آپ کو حقیقت پسند ثابت نہیں کر رہے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ جس ہم کی وہ دعوت دے رہے ہیں ——— اجتماعی سول نافرمانی ——— اس سے تمہارے اور ہمارے مساعی جنگ میں مزاحمت پیدا ہوگی اور ہمارے مشترکہ دشمن کو بہت بڑی مدد ملے گی۔ مسٹر گاندھی کے خیالات کی تحدید نہیں مشکل ہے۔ ان میں توافق نہیں پایا جاتا۔ میں ان کے چند حالیہ بیانات سنانا چاہتا ہوں:

> "ہماری مدافعت یا حفاظت
> کے لئے متحدین کی فوجیں درکار
> نہیں۔ اگر قسمت نے ہمارا ساتھ
> دیا تو متحدین کے ہٹ جانے کے
> بعد جاپانیوں کو ملک پر تسلط رکھنے
> کی کوئی وجہ نہ ہوگی۔ غالباً چین
> اس کو پسند نہیں کرے گا۔"

ایک اور بیان میں مسٹر گاندھی نے کہا ہے کہ:-

> "امریکی امداد کا نتیجہ بالآخر
> اگر برطانیہ کے ساتھ امریکی حکومت
> نہیں تو امریکی اثر ضرور ہوگا۔ اگر
> برطانیہ ہندوستان کو اس کی
> قسمت پر چھوڑ دے تو غالباً جاپانی
> بھی ہندوستان کو تنہا چھوڑ دیں گے۔"

ان الفاظ سے کیا بات مترشح ہوتی ہے؟ مسٹر گاندھی انتظار کرنے تیار نہیں ہیں۔ وہ آزادی کو اور متحدہ اقوام کے مفاد کو خطرے میں ڈالنے تیار ہیں۔ وہ اپنی جماعت کے لئے سیاسی اقتدار حاصل کرنے کی خاطر اس نازک موقع پر انتہائی دباؤ ڈالنے کی دھمکی دے رہے ہیں۔ اس میں ذرا بھی شبہ نہیں کہ دوسری زبردست اور بڑی سیاسی جماعتیں مسٹر گاندھی کے مطالبات کے خلاف ہیں۔

جنگ پہلے جیتنی چاہئے۔

مجھے بے حد افسوس ہے کہ مسٹر گاندھی نے یہ روش اختیار کی لیکن میں جانتا ہوں کہ ہندوستان کے باشندے بحیثیت مجموعی اس روش کے حامی نہیں ہیں۔ انہیں اجتماعی سیول نافرمانی کے لئے تھوڑی سی تائید حاصل ہو جائے گی لیکن ہندوستان اور اقوام متحدہ کے مقاصد کی خاطر ہمارا یہ فرض ہوگا کہ جاپان کے خلاف مشترکہ کارروائیوں کے لئے ہندوستان کو ایک محفوظ اور منظم کرنے کی حیثیت سے قائم رکھیں۔ اس غرض کے لئے جو تدابیر بھی ضروری ہوں بے باکی سے اختیار کی جانی چاہئیں۔ جب ایک بار فتح حاصل ہو جائے۔ ہندوستان کو یہ آزادی حاصل رہے گی کہ وہ جس طرح چاہے خود حکومت اختیاری کا انتظام کرے۔ مگر جنگ پہلے جیتنی چاہئے۔ ہم ایک محب وطن دوست کو چاہے وہ آزادی کی کشمکش میں کتنا ہی ممتاز رہا ہو اس بات کی اجازت نہیں دے سکتے کہ اقوام متحدہ کی فتح کی کوششوں میں رخنہ اندازی کرے۔ ہندوستان یا کسی ملک کی سیاسی جماعت کی ریشہ دوانیوں سے امریکی، چینی، ہندوستانی اور برطانوی فوجوں کو جو دنیا کی آزادی کے لئے برسرپیکار ہیں قربان نہیں کیا جا سکتا۔ نہ صرف ہندوستان کے مفادات بلکہ چین، امریکہ، اور برطانیہ کے مفادات بھی خطرے میں ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ہندوستان میں متحدہ اقوام کے محاذ کو برقرار رکھنے اور چین کا راستہ کھولنے کے لئے آپ ہماری مدد کریں گے۔

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

سر تیج بہادر سپرو کا یہ خیال کہ مختلف جماعتوں اور فرقوں کے لیڈروں کی ایک گول میز کانفرنس منعقد کی جائے تاکہ سیاسی کشیدگی دور کرنے اور دوران جنگ میں کسی باہمی سمجھوتہ پر پہنچنے کے طریقوں پر غور کیا جاسکے اس قابل ہے کہ اس کی پوری تائید کی جائے۔ کانگریس کے اندر اور کانگریس کے باہر جو لوگ مسٹر گاندھی کی بھوک ہڑتال یا قربانی کی دھمکی کے نتائج کو خطرناک سمجھتے ہیں انہیں چاہئے کہ موجودہ تعطل کو دور کرنے کے لئے کوئی راستہ تلاش کریں اب بھی وقت ہے۔ (ٹائمز آف انڈیا)

مگر باہمی سمجھوتہ ہو تو آخر کس سے ؟ گاندھی جی نے تو صاف کہہ دیا ہے کہ جب تک حکومت برطانیہ ہندوستان میں موجود ہے کوئی باہمی سمجھوتہ ممکن نہیں۔ اور اپنی اس رائے پر وہ اب تک اڑے ہوئے ہیں۔ گاندھی جی کی ہٹ اس دفعہ راج ہٹ، تریا ہٹ، اور بالک ہٹ سے بھی زیادہ شدید معلوم ہوتی ہے۔ ہم سوچ رہے تھے کہ گاندھی جی کی ہٹ کا نام کیا رکھا جائے۔ ہمارے ایک دوست کا مشورہ ہے کہ اس کو "بڈھا ہٹ" کہنا زیادہ موزوں ہوگا۔

اب علاوہ گرانی کے یہ دوسری دشواری عوام کے لئے پیدا ہوگئی کہ وہ اول تو اپنے گھروں کی روزانہ ضروریات کے لئے کافی گیہوں حاصل نہ کرسکیں گے اور اس کے علاوہ روز روز آٹا گوندھ کر گیہوں خریدنے کے لئے اپنا وقت صرف کرنا پڑے گا۔ جو ملازمین یا کاروباری لوگ ہیں وہ عموماً ہر مہینہ کا غلہ یکبارگی وقت پر گھر میں رکھ دیتے ہیں تاکہ ان کو روزانہ بازار جانے کی ضرورت نہ ہو۔ غربا اور متوسط طبقہ کے لوگوں کی حیثیت ایسی نہیں ہوتی کہ وہ کوئی خانگی ملازم رکھ سکیں۔ اس کے ساتھ وہ صبح سے شام تک اپنے کاروبار یا ملازمت کی پابندیوں میں جکڑے رہتے ہیں لہٰذا ان کے لئے روزانہ گیہوں خریدنے کی پابندی یقیناً عذاب جان ہوجائے گی۔ (پیام)

گیہوں کا مسئلہ تو اولاد آدم کے لئے ازل سے عذاب جان بنا ہوا ہے۔ پھر بھی گیہوں کھانے کا شوق کم نہیں ہوتا۔ جب اس شوق کو پورا ہی کرنا ہے اور جنگ سے پیدا شدہ گرانی کا مقابلہ کرنا بھی ہے اور گیہوں خریدنے کے لئے وقت بھی نکالنا ہے تو کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ دفاتر کے اوقات بدل کر صبح کا نصف حصہ رکھے جائیں؟

اگر آج انگریزی کو بہت سے لوگ بالکل اجنبی زبان ہوتے ہوئے بھی سیکھتے ہیں تو ہندوستانی کو جانے کی کیا صورت کیسی ہی پیچیدہ کیوں نہ ہو انگریزی سے کم دقت ہوگی۔ جو لوگ ہندوستانی کو قومی زبان بنانا چاہتے ہیں ان میں تین طبقے کے لوگ ہیں۔

ایک تو وہ ہے جو ہندوستانی قواعد کو آسان بنا کر پھیلانا چاہتے ہیں ان میں سے ڈاکٹر سنیتی کمار چٹرجی سب سے زیادہ مشہور ہیں ...... ان کی مثال یہ ہے :-

"ہم ہمارا تیسوری مہارانی ہمارا ملکہ
راجا مہاراجاؤں کا ادھیکار مان
اور ہمارا ڈاکٹر ہمارا اپنا جیسا سمجھنے گا
اور ہم اس بھی چاہتا ہے کہ وہ لوگ
ہمارا اپنا پرجا لوگ اس سنگھ سمرودھی
اور سامانک اُنتی کو بھوگ کرتے جو
کیول دیش میں بہتری شانتی اور شاشن کا
رہنے سے ہوسکتا ہے"

(ڈاکٹر تاراچند)

اب ہمیں یقین ہوگیا کہ ہندوستان واقعی "اکھنڈ ہندوستان" ہے جس میں راکشسوں کی ایک قوم بستی ہے جو ایسی عجیب زبان بولتی ہے۔

کاچی گوڑہ میں وارڈنس اپنے حلقہ میں گشت لگا کر عوام کو ہوائی حملے سے بچاؤ کے طریقے بتلاتے ہوئے سیٹی، گرگرا، اور گھنٹیوں کی آواز سنا کر اس کے اغراض و مقاصد بتلا رہے ہیں۔ (نیشنل نیوز)

کاچی گوڑہ کے وارڈنس کی ذہانت واقعی قابل داد ہے۔ آخر انہوں نے سائرن کا بدل تلاش کرہی لیا۔ اگر خدانخواستہ دشمن کا ہوائی حملہ ہوجائے تو یقین مانئے سیٹی، گرگرا، اور گھنٹیوں کی آواز اہل محلہ کو خطرے سے بروقت متنبہ کرسکتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ دشمن حملے سے پہلے حملے کے وقت کا اعلان کردے۔

قرارداد اور دہلی کی مختلف تعبیروں پر اظہار تعجب کرتے ہوئے برطانوی ہند کا ایک معاصر تحریر کرتا ہے کہ :-

بعض حلقوں میں یہ امید کی جارہی ہے
کہ صورت حال ممکن ہے بدل جائے۔
اس واقعہ کو بڑی اہمیت دی جارہی ہے
کہ مجلس عاملہ کی قرارداد کی توثیق کے
لئے آل انڈیا کانگریس کمیٹی سے پیش
کی جائے گی۔ جو شخص سطحی طور پر بھی
جانتا ہو کہ دو سال سے کانگریس
کس طرح کام کر رہی ہے وہ کانگریس
کی قلابازیوں کو خوب سمجھ سکتا ہے۔

بہرحال اب کانگریس قرارداد دہلی کی مختلف تعبیریں کر رہے ہیں اور

ایک مختار خیال پیدا ہورہا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک نامہ نگار کے سوال کا جواب دیتے ہوئے صدر کانگریس مولانا آزاد نے فرمایا ہے کہ گفت و شنید کا سوال اس امر سے متعلق ہو کہ دوران جنگ کیا انتظامات ہونے چاہئیں تو اس قرارداد میں طریقہ کار بتا دیا گیا ہے اور یہ خیال کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس میں گفت و شنید کی گنجائش نہیں۔ میرے خیال میں اس قسم کے معاملات صرف گفت و شنید سے طے ہوسکتے ہیں۔ ایک طرف کانگریس کے صدر گفت و شنید کے لئے تیار ہورہے ہیں اور دوسری طرف ملک کے دوسرے حصوں میں اب بھی کانگریس جن میں پنڈت نہرو بھی شامل ہیں لڑائی برتتے ہوئے ہیں۔

اس سیاسی آنکھ مچولی کا مقصد حکومت کو اس دھوکے میں رکھنا ہے کہ کانگریس مفاہمت پر آمادہ ہے تاکہ حکومت صورت حال پر قابو پانے کے لئے قبل از قبل اپنا آہنی پنجہ استعمال نہ کرسکے۔ اس کھیل میں تماشے کا ادا کار "اپنا پارٹ خوب ادا کر رہا ہے۔ ساحر دارد ہا زندہ باد!"

آل انڈیا اسٹیٹس پیپلز کانفرنس کی مجلس عاملہ کا ایک جلسہ اگست میں بمبئی میں منعقد ہوگا جب کہ تشدد ریاستوں کی صورت حال پر غور کیا جائے گا اور ریاستی کارکنوں کے لئے کوئی طریقہ کار معین کیا جائے گا۔ (ایک خبر)

ہمارے نامہ نگار خصوصی کی اطلاع ہے کہ پنڈت کاشی ناتھ ویدیہ اسٹیٹس پیپلز کانفرنس کی مجلس عاملہ کے جلسہ میں شریک نہ ہوسکیں گے کیونکہ جب سے صاحب موصوف نے "شہری دفاعی کونسل حیدرآباد" کی رکنیت قبول کی ہے ملک کے اندر امن قائم رکھنے "تخریب کار" غنڈوں سے بچانے اور عوام میں جلد از جلد کامل ہم آہنگی پیدا کرنے میں اس قدر منہمک ہیں کہ حیدرآباد سے باہر جا نہیں سکتے۔ البتہ بیرونی اداروں اور لیڈروں سے ربط قائم رکھنے اور ان سے مشورہ کرنے کا کام سوامی رامانند تیرتھ کے سپرد کردیا گیا ہے۔

ہم محض تماشائی بنا نہیں چاہتے۔ (پنڈت جواہر لال نہرو)

کون کہتا ہے کہ آپ تماشائی بنے رہیے! آپ تو مشہور و معروف تماشہ گر ہیں۔

سنہ ۱۳۴۹ ف میں

حیدرآباد کے خارجی مسائل

سابقہ رپورٹ میں اس امر کی توجیہ کردی گئی ہے کہ مملکت حیدرآباد نے کیوں حکومت ہند کی سابقہ پیش کردہ شرائط کو تنہا اور آخری ماننے سے انکار کرتے ہوئے وفاق کو قبول کرنے سے ناپسندیدگی کا اظہار کیا اس میں اس امر کا بھی ذکر کردیا گیا تھا کہ جنگ چھوٹ پڑنے کی وجہ سے مسئلہ وفاق کی بحث بحیثیت ملتوی کردی گئی۔ اور اسی بنا پر وفاق میں شرکت کی نسبت مملکت کی رضامندی سے متعلق موعودہ زرد کتاب کو عوام کے روبرو پیش کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ گو کہ دفتر امور دستوری نے یہ کتاب اس اثنا میں تیار کرلی تھی۔ مجلس نے سفارش کی کہ اب اس کتاب کے شائع کرنے کی چنداں ضرورت نہیں اور بارگاہ اقدس سے اس کی منظوری شرف صدور لائی۔

بین الحکومتی مسائل

امور خارجہ سے متعلق جن اہم معاملات کے بارے میں کارروائی عمل میں آئی ان میں سے چند یہ ہیں۔

۱۔ مجوزہ وفاقی نظم ریلوے کی توضیحات متعلق چند امور۔ اس غرض سے کہ حیدرآباد کی چوڑی پٹری کی ریلوے کے مفاد اور مفادات زیادہ عمدگی سے تکمیل پائیں اور ممالک محروسہ سے پیداوار کی برآمد میں سہولت واقع ہو۔

۲۔ ریلوے اراضی اندرون حدود ممالک محروسہ سرکار عالی کے اقتدار کی منتقلی مملکت حیدرآباد کو۔ نیز مجوزہ وفاق کے التوا کی وجہ سے یہ معاملہ ملتوی رکھا جائے لیکن اس کا استرداد غیر مشروط ہو۔

۳۔ حکومت ہند کے صرف عام اشاعت کردہ قوانین، اعلیحضرت بندگان اقدس کے مرتبہ اور وقار کا لحاظ کرتے حیدرآباد پر منطبق نہیں کئے جا سکتے۔

۴۔ یہ امر کہ تاج برطانیہ کی نمائندہ جمعیت کو تا وقتیکہ حکومت نظام کی رضامندی کے بغیر ممالک محروسہ سرکار عالی کے علاقہ میں داخل نہیں ہو سکتی۔

۵۔ یہ امر کہ جو معاشی یا دیگر قسم کے قوانین مرکز میں مرتب کئے جائیں اور جن سے ہندوستانی ریاستیں متاثر ہوتی ہوں اس وقت تک کامل نفاذ نہیں قرار دئے جاسکتے جب تک کہ ان کے اسے ہر ریاستوں سے مشورہ نہ کرلیا جائے۔

۶۔ سکندرآباد کی رو سے قانون پر مسئلہ کروڑگیری عائد کرنے کا ریاست کو بہر حال حق حاصل ہے کہ یہ علاقہ نظم و نسق کے اعتبار سے علاقوں میں مالی اقتدار مملکت حیدرآباد ہی کو حاصل ہے۔

۷۔ انڈین ریلوے ایکٹ ۱۸۹۰ء کی ترمیمات اس امر کی تعبیر کہ جدید وفاقی ریلوے کے ارباب اقتدار کو جو اختیارات عطا کئے گئے ہیں ان کی اس قسم کی کوئی نگرانی جاری چاہئے کہ وہ ہمارے ریلوے کی عدالت میں برائے تصفیہ پیش ہوسکیں۔ ورنہ کامل اختیارات ایک ایسی جماعت کے سپرد ہو جاتے ہیں جو حیدرآباد ریلوے سے برسر مسابقت ہے اور جو بھی ہندوستانی ریلوے اور مملکتی ریلوے کے درمیانی تنازعات کا تصفیہ وہی کرتی ہے۔

۸۔ قانون ہند دفعہ (۱۳۱) بابت ۱۹۳۵ء جس کا تعلق اقل ترین اور اعلیٰ ترین شرح کرایہ کے تعین سے ہے، کی تنقیح حکومت ہند کے اس ادعا کی نسبت کہ اس کو ہمیشہ ہندوستان کے طول و عرض میں ریلوے کے اعلیٰ ترین اور اقل ترین شرحوں کو متعین اور منظم کرنے کا حق حاصل ہے۔

۹۔ دفتر امور خارجہ و سیاسیات کا اعلامیہ نشان (۳۵) الف، اے۔ ڈی مورخہ ۱۹۳۹ء کی تنقیح اس نقطہ نظر سے کہ مرہٹہ انڈین ریلوے ایکٹ اور اسی قسم کے دوسرے ایکٹ کس حد تک مملکتی ریلوے پر بھی عائد کئے جا سکتے ہیں۔

۱۰۔ قانون دفاع ہند کے تحت اس غرض سے کہ ممالک محروسہ میں جتھوں کا داخلہ ممنوع قرار دیا جائے۔

۱۱۔ ہندوستانی ریاستوں میں سیول ہوا بازی۔ اس نقطہ نگاہ سے کہ اس بارے میں مملکت حیدرآباد کی دستوری حیثیت واضح ہو جائے، حدود مملکت میں حضرت اقدس و اعلیٰ کے فضائی اقتدار کا تحفظ ہو جائے، سیول ہوا بازی تنظیم کے لئے مملکت کی اپنے انتظامات عمل میں لائے جائیں۔

محکمہ فوج کے ربط سے ہندوستانی ریاستی افواج کی اسکیم کی نظر ثانی کے مسئلہ کی دستوری نقطہ نظر سے جانچ کی گئی۔ اس مسئلہ کی جانچ میں ان مخصوص فوجی ضمانتوں کی وضاحت بھی کی گئی جو کہ مملکت کے چند علاقوں کی حوالگی کے معاوضہ میں رو بہ عمل آئی تھیں اور جن کے بارے میں قبل ازیں واضح کیا جاچکا تھا کہ ان ضمانتوں کی عدم تکمیل کی صورت میں مفوضہ علاقوں کی واپسی بھی لازم آئے گی اور یہ کہ اس مسئلہ کی کوئی نظر ثانی حکومت حیدرآباد کے اس تصفیہ پر اثر انداز نہ ہوگی جو اس نے وفاق کی نسبت قانون ہند ۱۹۳۵ء کے مجوزات کے تحت اسی وقت طے کر چکا ہے۔

صنعتوں کا تحفظ

اس کی صراحت ضروری ہے کہ جنگی صورت حال کے نمودار ہونے پر حکومت ہند نے یقین دلایا تھا کہ ایسی تمام صنعتوں کا بیرون ہند ممالک کی مسابقت سے تحفظ کیا جائے گا جو جنگی اغراض کے لئے قائم کی جائیں۔ نیز اس کا انتظام کیا جائے گا کہ یہ صنعتیں جنگ کے بعد بھی جاری رہیں۔ چونکہ انڈین ریاستوں کی حکومت نے حیدرآباد میں اس قسم کی تنظیم اور ربط سے متعلق مخصوص انتظامات عمل میں لائے ہیں۔ محکمہ ہذا نے یہ مسئلہ اٹھایا کہ اسی طرح ان تمام صنعتوں کی نسبت جو حیدرآباد میں قائم کی جائیں اسی قسم کا یقین دلایا جانا چاہئے۔ اس معاملہ کی نمائندگی کرنے پر حکومت نظام کو اس بارے میں بھی یقین دلایا گیا ہے۔ چنانچہ اس بارے میں سررشتہ صنعت و حرفت عامہ نے ایک اعلامیہ بھی جاری کیا تاکہ ممالک محروسہ میں اس قسم کی صنعتوں کے قیام کی ترغیب ہو۔ جنگ چھڑ جانے کے سبب جو حالات رونما ہوئے اس سلسلہ میں محکمہ دستوری نے یہ تحریک کی کہ جنگی مساعی کی غرض سے جو مرکزی مجلس تشکیل دی گئی ہے اس میں حیدرآباد کو بھی انفرادی طور پر نمائندگی کا حق ملنا چاہئے۔ اس سعی کا ایک نتیجہ برآمد ہوا کہ ایسٹرن گروپ کانفرنس میں امور تجارت و صنعت و حرفت حکومت ہند کے مشیر کے طور پر ایک حیدرآبادی نمائندہ کی نامزدگی عمل میں آئی۔ نیز محکمہ امور دستوری نے حکومت کے آگے ایک تجویز پیش کی ہے کہ جملہ ریاستوں کی ایک مرکزی تنظیم عمل میں لائی جائے تاکہ جنگی صنعتوں اور پیداوار کی بابت مختلف ریاستوں میں باہمی ربط پیدا کیا جائے اور اسی طرح کا ربط ایسٹرن گروپ کانفرنس اور جنگی کمانڈران حکومت ہند اور ریاستوں کے درمیان قائم ہو۔ مجلس کے ایک اجلاس میں اس تجویز پر بحث کی گئی مگر بعض وجوہ کی بنا پر اس مسئلہ پر غور و خوض فی الحال ملتوی کردیا گیا ہے۔ اس امر پر بھی زور دیا گیا کہ آیا استثنائی مشورتی مجلس میں بھی حیدرآباد کو نمائندگی دی جائے گر نمائندگی اس شکل میں کہ ایوان رؤسا کے ذریعہ قبول کر لیا جائے مگر چونکہ اعلیحضرت بلحاظ معاہدات اس ایوان میں شریک نہیں ہیں اور اس کی دوسری وجہ یہ بھی کہ مطالبہ انفرادی حق نمائندگی کا تھا، حکومت سرکار عالی بہرحال بر آمد انفرادی مشاورتی مجلس کی شرکت کے لئے ایک نامزد بھیجتی ہے۔

سکندرآباد کا استرداد

سال زیر تنقیح کے نصف اول میں سررشتہ ہٰذا سکندرآباد کے سیول رقبہ کے استرداد کا مسئلہ طے کرنے میں مصروف رہا۔ متعدد مسائل مثلاً عدالتی نظم و نسق، تعمیرات عامہ اور دوسرے انتقالات کے متعلق آبرسانی، برقی کی صفائی، برقی روشنی اور تعلیم و تربیت، مسترد شدہ رقبہ میں مملکتی قوانین کا اجرا ان تمام امور کی دستوری نقطہ نظر سے جانچ پڑتال کی گئی اور ان کی تفصیلات محکمہ سیاسیات بہ مشاورت محکمہ فینانس طے کرنے کی غرض سے حکومت کے آگے آخری سفارشات پیش کردئے گئے۔

مجلس وزرا کی تشکیل

گذشتہ اور پیوستہ رپورٹوں میں اس کا ذکر کیا جاچکا ہے کہ وفاق اور دوسرے مشترکہ معاہدوں کے معاملات میں جملہ ریاستوں کے درمیان ہم آہنگی کے قیام کی نسبت حیدرآباد نے ایک غیر رسمی مجلس وزرا کے ذریعہ کیا سعی کی ہے اور کس طرح حیدرآباد کی نمائندوں نے ایک مسلسل با قاعدہ جماعت مجلس وزرا کی شکل میں ترتیب دی۔ اس مجلس کی تشکیل کی غرض یہ بھی کہ ایسے ادارہ میں شرکت کے بغیر ریاستوں سے مشترکہ معاہدات کا تحفظ [illegible]

پبلک کارکنوں کے مشاغل

مہاراشٹرا کانفرنس کی مجلس قائمہ کا اجلاس بتاریخ ۱۶ر جولائی مسٹر ویدیہ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں اضلاع کے نمائندوں کے علاوہ سوامی رامانند تیرتھ بھی شریک تھے۔ کمیٹی نے قواعد معاشداران کے نافذ ثانی اضلاع پر حکومت کا شکریہ ادا کیا اور حکومت سے درخواست کی کہ ان قواعد کو دوبارہ نافذ نہ فرما۔ سالانہ اجلاس کی نسبت طے کیا گیا کہ اورنگ آباد میں ۱۵ اور ۱۶ جون کو منعقد ہو۔ کانفرنسوں کی تنظیم کے لئے کمیٹی نے مسٹر بی، ایم، او دیگر کو چیف آرگنائزر منتخب کیا۔

آریہ سماج حیدر گوڑہ میں بتاریخ ۹ر شہریور کرن سنگھ جی دیوی کے بھجن اور پنڈت راجہ رام جی کا اپدیش ہوا۔

آریہ پراونشل سبھا کی مجلس عاملہ کا اجلاس بتاریخ ۱۰ر شہریور سلطان بازار میں بصدارت مسٹر جیندر پال منعقد ہوا اور سال رواں کے لئے انتخابات عمل میں آئے۔ مسٹر ونکٹ راؤ بورگاؤنکر بیرسٹر صدر منتخب ہوئے۔

آدی ہندو مہا سبھا کا ایک جلسہ بصدارت مسٹر بی، ایس، ... بمقام منشی لال پیٹھ منعقد ہوا جس میں صدر نے ڈاکٹر امبیڈکر کا یہ پیام پڑھ کر سنایا کہ آدی ہندو اپنے حقوق کے تحفظ کی خاطر کسی اور طبقہ اور جماعت میں تبدیلی مذہب کے ذریعہ شامل نہ ہوں۔ ایک قرارداد کے ذریعہ طے کیا کہ آدی ہندوؤں کو ملک کی قومی زندگی کا ایک جداگانہ عنصر تسلیم کیا جائے۔ دستور اور نظم و نسق کے دیگر شعبوں میں ان کی تعداد اور اہمیت کے لحاظ سے نمائندگی دی جائے۔

ہندو ریک سبھا کی جانب سے یکم اگسٹ کو بمقام ہندو سیوا مسٹر ونکٹ راؤ بورگاؤنکر کی صدارت میں تلک کی بیسویں برسی منائی جائے گی۔

ادارہ حزب اللہ کا ایک جلسہ مولانا سید شاہ ولی اللہ حسینی کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں اضلاع کے بھی نمائندے شریک تھے۔ معتمد صاحب نے رپورٹ سنائی اور سال حال اضلاع اور بلدہ میں حزب اللہ کی جو شاخیں قائم کی گئی ہیں ان کی توثیق چاہی گئی۔

ملکی مجلس اتحاد المسلمین کی قائم کردہ دفاعی مجلس کا پہلا اجلاس ۲۰ر شہریور کو بمقام گلبرگہ منعقد ہوگا۔ تمام ارکان مجلس مذکور کے گلبرگہ پہنچنے کی توقع ہے۔

تجاویز وارودہا کے خطرناک نتائج

سر تیج کا مکتوب

مخلوط وزارتوں کا قیام

بمبئی ۱۰ر جولائی۔ سر تیج بہادر سپرو نے اخبار ٹائمز آف انڈیا کے نام ایک خط کے دوران میں لکھا ہے کہ "میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو ملک معظم کی حکومت کی ہندوستان سے متعلقہ پالیسی اور بالخصوص مسٹر ایمری کی ہندوستان کی موجودہ حالت سے مقابلہ کی روش پر تنقید نہ کرچکے ہوں۔ لیکن اس کے باوجود بھی میرا شدید احساس یہ ہے کہ بالخصوص ایک ایسے موقع پر وارودہا کی تجاویز کے مضرات یا نتائج سے کوئی شئے زیادہ خطرناک نہ ہوگی۔"

اسی سلسلہ میں انھوں نے یہ بھی کہا ہے کہ "میری یہ رائے ہے کہ ایک ایسے موقع پر جب کہ ہمارے داخلی اختلافات اور تہوری تنازعات جاپانیوں کے لئے بہت افزا و خوشگوار ہونا چاہئے کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ (۴۰) ملین باشندوں کی جانوں کی بازی لگائے ہیں۔ اس امر کو سمجھنے سے قاصر ہوں کہ کس طرح ان تدابیر کو اختیار کرکے جو ہمارے لئے پیش کی جارہی ہیں ہم موثر طور پر ایک بیرونی حملہ آور کا مقابلہ کرسکتے ہیں۔ جنگ کے بعد یا جنگ سے پہلے ہندوستانی نوجوانوں کی فوجی تربیت سے متعلق برطانوی حکومت کی روش اور جاری صنعتوں کی ترقی سے متعلق برطانوی حکومت کی روش مذمت کے لئے موزوں ہیں لیکن ادعا یا دائمی کو ترجیح دینے اور اس خلیج کو اور وسعت دینے سے متعلق جو قوتوں کو منقسم کئے ہوئے ہے۔ کوئی معقول وجوہات نہیں پیش کی جاسکتی۔"

حکومت برطانیہ کو مشورہ۔

سر تیج نے یہ بھی لکھا ہے کہ میں بہت زیادہ اس خطرہ کے مقابلے کی جانب متوجہ ہوں کا جو دور نہیں ہے سر تیج نے یہ مشورہ دیا ہے کہ حکومت برطانیہ کو واضح طور پر اس امر کا اعلان کرنا چاہئے کہ ختم جنگ کے بعد اندرون ایک سال ہندوستان کو کامل حکومت اختیاری حاصل ہو جائے گی اور کرپس کے اعلان کی واپسی سے جو ناخوشگوار تاثر مرتب ہوگیا ہے اس کو دفع کر دینا چاہئے۔ مشتبہ الفاظ کا استعمال خطرناک ہوگا۔ اسی سلسلہ میں ملک معظم کی حکومت کو یہ اعلان کر دینا چاہئے کہ ایسی متعلقہ سارے مسائل میں کونسل کی اجتماعی رائے وائسرائے بہادر کی رہبری کرے گی اور خود یہ اجتماعی رائے غنیم کے خلاف ہندوستان کو محفوظ کرنے کے امر کو متاثر کرنے والے مسائل کا مدافعہ حکومت ہند اور ملک معظم کی حکومت کے کامل تعاون پر منحصر ہوگی۔

طریقے کی شکل موجودہ دستور کی تجدیدات یا قانون کی ضرورت کا حوالہ دینے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اخلاقی اثر و روایت کی شکل ایک اور امر بھی ہو سکتا ہے جس کے بغیر کسی بھی دستوری قانون پر موثر طور پر عمل نہیں کیا جاسکتا اور نہ کسی خطرناک صورت حال کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔ وزارت امور داخلہ اور وزارت مالیہ ہندوستانیوں پر مشتمل ہونی چاہئے۔

مخلوط وزارتوں کا قیام

اسی سلسلہ میں سر تیج نے یہ مشورہ دیا کہ صوبہ جات میں سرکاری مشیروں کے بجائے مخلوط وزارتیں قائم کی جائیں اور سیول نافرمانی شروع کرنے کی تجویز کو قطعی طور پر مسترد کر دینا چاہئے اور برعکس اس کے بجائے داخلی مناقشوں کی راست یا غیر راست طریقہ پر امداد کرنے کے تقسیم کی مقاومت کی جانب اپنے خیالات و توانائیوں کو مائل کرنا چاہئے دوران جنگ کے لئے ایک سمجھوتہ پر بحث اور آیندہ کے لئے ایک دستور کی تشکیل کے لئے ایک ادارہ کے قیام کی غرض سے مہاتما جی مسٹر جناح، مسٹر ساورکر اور دیگر جماعتوں کے قائدین کو مشترکہ طور پر ایک کانفرنس طلب کرنی چاہئے۔

۱۳۴۹ف میں حیدرآباد کے خارجی مسائل

(بقیہ صفحہ ۲)

کیا جائے اور ہندوستانی ریاستوں کی فلاح و بہبود سے متعلق تمام سرگرمیوں میں اشتراک عمل برقرار رکھا جائے۔ اس مجلس نے رائٹ آنریبل سر اکبر حیدری صدر اعظم باب حکومت کو دو سال کے لئے اپنا پہلا صدر منتخب کیا۔ اور صاحب موصوف ہی نے اس مجلس میں مملکت کی نمائندگی کی ہز اگزالٹڈ ہائینس نظام نے مجلس کی اس تشکیل جدید سے اظہار پسندیدگی کرتے ہوئے ایوان روسا کے لئے دس ہزار روپیہ کے سالانہ عطیہ کی تجدید کی۔ اس میں سے پانچ ہزار کی رقم مجلس وزراء کے چانسلر کے دفتر معتمدی کے لئے مختص کی گئی اور بقیہ پانچ ہزار مجلس وزراء کو بطور خاص دیئے گئے۔ مگر اس کی خاص شرط یہ بھی رکھی گئی کہ مجلس کسی صورت میں بھی حیدرآباد کو ایوان روسا کے کسی فیصلہ کا پابند نہیں کرے گی اور نہ حیدرآباد ایوان رعایا کی سرگرمیوں میں کوئی باقاعدہ حصہ لے گا۔ مجلس وزراء میں نمائندگی اور یہ امر کہ حیدرآبادی نمائندے خود اس مجلس کا صدر تھا اس سررشتہ کو کثرت کار سے گراں بار کردیا۔ اور اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اس مجلس کا دفتر معتمدی دہلی میں تھا۔ مسٹر تراب علی، نائب معتمد سررشتہ امور دستوری کو اس مجلس وزراء کا مددگار معتمد مقرر کیا گیا تاکہ وہ حیدرآباد میں صدر مجلس کے تحت کام انجام دیں اور خود تک ہائی سر اکبر حیدری کا جو صدر باب حکومت و صدر المہام امور دستوری مجلس وزراء میں حیدرآباد کے نمائندے اور صدر تھے۔ ان تمام شعبوں میں کام ... سال کے بیشتر حصہ میں مسٹر کورٹ ... ہائی کمشنر آف لنڈن، حکومت حیدرآباد کی جانب سے وکالت کرتے رہے۔ گو وفاق کا مسئلہ معرض التواء میں تھا پھر بھی حیدرآباد کے حقوق سے متعلق بعض کارروائیاں ہنوز زیر تصفیہ تھیں۔ لیکن اب پہلے کی طرح مسلسل طور پر قانونی مشورے حاصل کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ اس لئے ان شرائط کی نظر ثانی کرائی گئی جن کے مطابق ابتداءً ان کا تقرر کیا گیا تھا۔ اس قسم کی نظر ثانی کی ضرورت یوں بھی واقع ہوئی کہ مسٹر ... نے اس اثناء میں جنگی خدمات کے سلسلہ میں تاج برطانیہ کے تحت ایک ذمہ دارانہ عہدہ قبول کیا۔

(رپورٹ نظم و نسق ۱۳۴۹ف)

غلہ اور چارہ کی فراہمی

ریاست کو خود مکتفی بنانے کی مہم

گیارہ لاکھ کی رقم منظور کی گئی

اشیاء خورد و نوش کی فراہمی کے سلسلہ میں اس ریاست کو خود مکتفی بنانے کے اہم مسئلہ پر حکومت سرکار عالی کچھ عرصہ سے غور کر رہی ہے۔ جنگ نے حال ہی میں خطرناک صورت اختیار کر لی ہے نیز جنگی ضروریات کی وجہ سے حمل و نقل کے ذرائع میں رکاوٹیں پیدا ہو گئی ہیں۔ اور آئندہ ان مشکلات میں مزید اضافہ ہونے کا اندیشہ ہے۔ نتیجہ یہ کہ اشیاء خورد و نوش کی کافی مقدار میں فراہمی کا مسئلہ فوری توجہ کا مستحق ہو گیا ہے۔ لہٰذا حکومت نے یہ تصفیہ کیا ہے کہ خوب غلہ اور چارہ اگانے کے لئے ممالک محروسہ میں فوراً ایک مہم شروع کی جائے چنانچہ اس غرض کے تحت ابتداءً گیارہ لاکھ کی رقم منظور کی گئی ہے جسے ان تدبیروں کو کامیاب بنانے پر صرف کیا جائے گا جو نقدی فصل (یعنی کپاس۔ ارنڈی وغیرہ) کی جگہ غلہ اور چارہ کی فصلیں اگانے کے لئے عمل میں لائی جائیں گی۔ اس مہم کے تحت خاص طور پر جوار۔ باجرہ۔ گیہوں۔ بٹا اور چاول جیسی غلہ کی فصلیں کاشت کرنے کی ترغیب دلائی جائے گی۔

چاول کی کاشت کے لئے تقاوی۔

سب جانتے ہیں کہ برما پر جاپانیوں کے حملہ کے بعد ہندوستان میں وہاں سے چاول کی درآمد بند ہو گئی ہے۔ حیدرآباد میں سالانہ ... ہزار ٹن چاول درآمد کیا جاتا تھا لیکن جب تک موجودہ حالات برقرار ہیں اس کی تحصیل سے توقع کی جا سکتی ہے کہ حسب سابق یہ مقدار درآمد ہو سکے گی اس کمی کی تلافی کے لئے تصفیہ کیا گیا ہے کہ ایک طرف تو چاول کے زیر کاشت رقبہ میں اضافہ کر کے اور دوسری طرف عمدہ تخم اور بہتر کھاد کا زیادہ استعمال کر کے پیداوار کی مقدار بڑھائی جائے۔ کسانوں کو کاشت کاری کے ترقی یافتہ طریقے اختیار کرنے کی ترغیب دینے کے لئے حکومت نے ۵ لاکھ روپے کی رقم منظور کی ہے۔ جس میں نصف رقم صرف کر کے کاشتکاروں کو بہتر تخم کے گروہ تقسیم کئے جائیں گے۔ اور بقیہ نصف رقم سے ان کو نئے کنوئیں کھودنے کی سہولتیں فراہم کی جائیں گی تاکہ وہ ان سے چاول کے کھیتوں میں استعمال کریں۔ یہ رقم کاشتکاروں میں بطور تقاوی تقسیم کی جائے گی اور اس پر کوئی سود نہیں لگایا جائے گا۔ مزید رعایت کے طور پر تقاوی لینے والوں کو زرقرضہ پر ۲۰ فی صد رعایت کے ساتھ تخم اور کھاد دیا جائے گا۔ اور اس تقسیم کا انتظام کرنے کے لئے ممالک محروسہ سرکار عالی میں کچھ مرکز قائم کئے جائیں گے اس کے علاوہ آب پاشی کی مزید سہولتیں مہیا کرنے کے لئے ... روپے بطور تقاوی تقسیم کئے جائیں گے تاکہ رعایا والوں کو کنویں تعمیر کر سکیں ... کی پیداوار بڑھے گی۔

مستقر اور حکمت آباد۔ ... عادل آباد میں نقدی فصل کپاس کے زیر کاشت رقبہ کا مناسب حصہ زیر کاشت رقبہ سے کہیں زیادہ ہے۔ چنانچہ اندازہ کیا گیا ہے کہ چھوٹے ریشہ کی کپاس کا مجموعی رقبہ ان اضلاع میں ۱۲ لاکھ ایکڑ سے کم نہیں ہے۔ جنگ میں جاپان کی شرکت کے بعد سے چھوٹے ریشہ کی کپاس کی برآمد بالکل موقوف ہو گئی ہے۔ اور لڑائی ختم ہونے سے پہلے کوئی توقع نہیں کہ دوبارہ اس کی مانگ پیدا ہو گی۔ لہٰذا یہ تجویز ہے کہ ان اضلاع میں آئندہ موسم پر کپاس کا رقبہ کم از کم پچاس فی صد گھٹا دیا جائے اور جو رقبہ اس طرح خالی ہو اس پر جوار۔ باجرہ۔ گیہوں۔ چنے وغیرہ کی کاشت کی جائے جو کاشتکار کپاس کے بجائے غلہ کی فصلوں کی کاشت کرنے پر آمادہ ہوں انہیں صرف نصف رقم مالگزاری دینا پڑے گی۔ اگر خارج ازکھاتہ اور قابل لاونی اراضیات کاشت پر اٹھائی جائیں تو ان پر بھی مالیہ میں پچاس فی صد معافی دی جائے گی۔

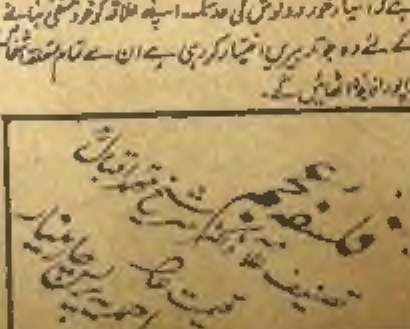
کوٹ گیر میں حکومت کی کاروائیاں۔

سرکار عالی کی یہ بھی خواہش ہے کہ بجلی آب پاشی کے ذریعہ علاقہ کوٹ گیر کی زیر نہر اراضیات میں جوار اور گیہوں کی کاشت کو رواج دیا جائے۔ چنانچہ رعایا کو اس قسم کی کاشت کا خوگر بنانے کے لئے حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ دو سال تک ... اور دو بارہ آب میں جوار کی حد تک (۷۵) فیصد اور گیہوں کی حد تک (۵۰) فیصد معافی عطا کی جائے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ اس طرح آئندہ موسم میں جوار کے تحت تقریباً ... ایکڑ اور گیہوں کے تحت دس ہزار ایکڑ اراضیات کاشت ہو سکیں گی۔

اصلاح یافتہ تخم کی تقسیم

اس کے علاوہ حکومت نے سررشتہ زراعت کو بطور تقاوی تقسیم کرنے کے لئے ایک لاکھ روپیہ کی مزید رقم عطا کی ہے تاکہ اس سررشتہ کے ذریعہ کاشتکار جوار۔ گیہوں اور باجرہ کے ترقی یافتہ تخم حاصل کر سکیں۔ اس تخم کی تقسیم زیادہ تر سواری اور کرایہ ... عمل میں آئے گی۔ اور نرخوں میں بھی (۲۰) فی صد کی رعایت کی جائے گی۔

جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے یہ ساری کارروائی موجودہ نازک حالات کے مدنظر کی جا رہی ہے۔ حکومت سرکار عالی کو توقع ہے کہ اشیاء خورد و نوش کی حد تک اپنے علاقہ کو خود مکتفی بنانے کے لئے وہ جو تدبیریں اختیار کر رہی ہے ان سے تمام متعلقین پورا پورا فائدہ اٹھائیں گے۔



گیہوں کے ذخائر پر نگرانی

پریس نوٹ

حالانکہ ممالک محروسہ سرکار عالی میں یوں بھی گیہوں کی پیداوار اس قدر نہیں ہوتی کہ باہر سے درآمد کے بغیر یہاں کی ضروریات کی تکمیل ہو سکے۔ لیکن اس سال ہمارے ہاں گیہوں کی فصل خراب ہو گئی۔ نیز ہمارے ہندوستان کے گیہوں پیدا کرنے والے علاقوں میں بھی گذشتہ بھیری کی خرابی موسم کی وجہ سے گیہوں کی پیداوار کم ہوئی ہے اس وجہ سے پورے ہندوستان میں جو گیہوں کی مقدار اس وقت موجود ہے وہ اس کی معمولی ضرورت کے لئے کافی نہیں ہے۔ انہی حالات کی بناء پر حکومت ہند نے گیہوں کے حمل و نقل پر نگرانی قائم کی اور ویٹ کنٹرول کے نام سے ایک خاص عہدہ دار کا تقرر فرمایا تاکہ گیہوں کی جو بھی مقدار موجود ہے وہ زیادہ سے زیادہ حد تک کام میں لائی جا سکے اور جہاں تک ممکن ہو وہ زیادہ سے زیادہ اشخاص کو مل سکے خواہ معمولی سے کسی قدر کم مقدار میں۔ ممالک محروسہ میں گیہوں اور میدہ وغیرہ کی ضروری مقدار میں درآمد کے انتظام کے لئے حکومت سرکار عالی نے ویٹ کمشنر صاحب سے کاروائی کی اور پنجاب سے گیہوں کی درآمد کا انتظام بھی ہو گیا۔ دو مہینہ کی ضرورت کے لئے اجازت نامجات درآمد جاری ہوئے اور مال درآمد ہوا مگر اب حالات ایسے ہو گئے ہیں کہ فی الحال پنجاب سے کسی مقدار میں بھی گیہوں برآمد نہیں کیا جا سکتا ہے اس لئے جب تک کہ دیگر مقامات سے اس کی درآمد کا انتظام ہو ہمارے لئے گیہوں باہر سے آ نہیں سکے گا۔ چنانچہ اس بارے میں حکومت درآمد کے ضروری انتظامات کر رہی ہے۔ مگر اس اثناء میں گیہوں کی فروخت اور ذخائر پر سرکار عالی کو نگرانی قائم کرنا ضروری ہے تاکہ جو مال اس وقت تک ملک میں موجود ہے وہ احتیاط کے ساتھ خرچ ہو اور جو اشخاص گیہوں کے استعمال کے عادی ہیں ان کو زیادہ زحمت نہ پہنچے اس غرض کے لئے پہلے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ ملک میں کل کس قدر گیہوں موجود ہے چنانچہ اس سلسلے میں حکومت نے علاوہ احکام اجرا کئے ہیں۔ اور گیہوں کی فروخت پر تحدید عائد کر دی ہے تاکہ بے احتیاطی کی بدولت گیہوں کا ذخیرہ بازار سے بہت کم مدت میں اٹھ نہ جائے۔ فی الحال شہر حیدرآباد کے لئے یہ انتظام کیا گیا ہے کہ معمولی غلہ فروشوں کی دکانوں پر حسب معمول گیہوں کی فروخت بالکل نہ ہو صرف سرکاری دکانات غلہ کرانہ پر جن کی تعداد اس وقت (۲۲) ہے گیہوں فروخت ہو گا۔ اور ان دکانوں پر کسی شخص کو ایک دن میں آٹھ آنے سے زیادہ قیمت کا گیہوں نہیں دیا جائے گا۔ ان دکانوں کے علاوہ دوسری دکانوں پر بھی گیہوں کی فروخت کا انتظام کیا گیا ہے۔ یہ دکانیں محبوب گنج اور عثمان گنج میں واقع ہیں۔ صرف ان دو دکانوں پر کسی شخص کو ایک دن میں ایک روپیہ کا گیہوں مل سکے گا۔ ان ... دکانوں پر روزانہ فروخت شدنی گیہوں کی مقدار بھی مقرر کر دی گئی ہے تاکہ کوئی شخص زیادہ مقدار میں گیہوں جمع کر سکے یا کوئی ... ان دکانوں سے گیہوں فراہم کر کے اسے بطور ... فروخت نہ کر سکے۔

بقیہ ملاحظہ ہو صفحہ (۱۰)

جاپان کا خواب

جامعہ ٹوکیو کے ایک جاپانی پروفیسر تاسوتی کی جی نے ایک نہایت معرکہ خیز مگر جاذب توجہ تقریر نشر کی ہے پروفیسر مذکور اعلان کرتا ہے کہ بعض واقعات کی بنا پر امریکہ بعض مشرقی ایشیاء ہے اور آسٹریلیا کو بھی ایشیاء ہی کا ایک جزو قرار دے سکتے ہیں۔ شمالی یورپ کے باشندوں کی رگوں میں زیادہ تر ایشیائی خون دوڑتا ہے کئی ہتیار جنہیں ایک زمانے میں ایشیائی لوگ استعمال کرتے تھے۔ اس عہد میں جنوبی یورپ کی سرزمین میں دریافت ہوئے ہیں۔ اس لئے یہ امر بالکل قرین عقل ہے کہ ہم یورپ کو ایشیاہی کا ایک خطہ قرار دیں۔

"بحر الکاہل ایشیاہی کا خاص اور محفوظ سمندر ہے گو عہد نو میں اس کو بالکل انوکھا خیال تصور کیا جائے گا۔ مگر حقیقت یہی ہے۔ بحر ہند کو بھی ایشیاہی کے لئے محفوظ کر دینا چاہئے۔ دنیا میں سات سمندر نہیں ہیں بلکہ سمندر صرف ایک ہے جس پر آفتاب طلوع ہو رہا ہے اور اس کا مالک جاپان ہے"۔

ساری دنیا میں ان واقعات کی تشہیر کے بعد جاپانی پروفیسر نے اپنی تقریر اس طرح ختم کی۔

"اطالیہ اور جرمنی نے تسلیم کر لیا ہے کہ جاپان ایشیا کا مرکز ہے اور یہ بھی کہ جاپانی امداد کے بغیر وہ یورپ کی بعد یہ تعمیر نہیں کرسکتے ایشیاہی طاقت کا وہ سرچشمہ ہے جس کے سہارے مغربی تہذیب کی عمارت قائم ہے"۔

ہم ان جاپانی پروفیسر صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انھوں نے اس قدر انکسار سے کام لیا۔ مگر ہم دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کیوں پروفیسر موصوف نے اپنے خواب کو اس چھوٹی سی دنیا کی چار دیواری تک محدود کر دیا۔ کیوں انھوں نے یہ اعلان کر دیا کہ جاپان ساری کائنات کا مرکز ہے۔ انھوں نے یہ خواہش کیوں ظاہر نہیں کی کہ سورج چاند ستارے اور سیارے بھی جاپان کے زیر نگیں آجائیں۔ ہم کو تعجب اس کا ہے۔

فنی اور پیشہ وری تعلیم

مجلس امتحان تشکیل دی گئی

ممالک محروسہ سرکار عالی میں فنی اور پیشہ وری تعلیم کی تنظیم جدید کے متعلق اعلیٰحضرت بندگان عالی نے جو اسکیم ۱۳۴۵ف (۱۹۳۶ء) میں منظور فرمائی تھی اسے موثر طور پر عمل جامہ پہنانے کے لئے ایک مجلس امتحان تشکیل دی جانے والی ہے۔ اس مجلس کے قیام کے متعلق محکمہ متعلقہ نے جو تجویزیں مرتب کی تھیں انہیں حکومت نے منظور کر لیا ہے۔ چنانچہ اس مہینہ سے مجلس مذکور اپنا کام شروع کر دے گی۔ مجلس بالکل سرکاری جماعت ہوگی۔ جس میں سولہ ارکان ہوں گے۔ مولوی سید محی الدین صاحب جو فنی اور پیشہ وری تعلیم کے کمشنر اور معتمد ہیں، اس مجلس کے صدر ہوں گے اور مولوی صابر علی صاحب ہاشمی معتمدی کے فرائض انجام دینگے مختلف سرکاری محکموں سے ارکان کا انتخاب کیا جائے گا

دو اہم امور

دو اہم امور ملحوظ رکھتے ہوئے مجلس امتحان قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ پہلے یہ کہ تعلیم جدید کی جس اسکیم پر اب تک عمل ہو رہا ہے اس میں بعض کوتاہیاں موجود ہیں یعنی کہ نصاب میں یکسانیت نہیں ہر ادارہ کا نصاب جداگانہ ہے اور صدر کی صوابدید پر منحصر ہے۔ علاوہ ازیں امتحانات کا معیار بھی جداگانہ ہے۔ حالانکہ یہ بات نہ ہونی چاہئے۔

نئی مجلس قائم ہونے کے بعد یہ کوتاہیاں رفع ہو جائیں گی کیونکہ یہ مجلس نہ صرف مسلمہ اداروں کی جانب سے آخری امتحانات کا انتظام جن کی کامیابی پر صداقت نامہ یا ڈپلوما دیا جائے گا بلکہ وہ اس مملکت کے مختلف فنی اور پیشہ وری مدرسوں کے نصاب کی تیاری اور ترمیم پر بھی نگرانی رکھے گی

نصاب کی کوتاہیاں

مجلس امتحان قائم کرنے کا دوسرا سبب یہ ہے کہ جو لوگ سرکاری محکموں میں ملازمت کے خواہش مند ہیں ان کے متعلق اکثر یہ شکایت سننے میں آتی ہے کہ انھوں نے اس خدمت کی موزوں ترتیب نہیں پائی جس کے لئے درخواستیں طلب کی گئی ہیں۔ اس دقت پر قابو پانے کے لئے مجلس امتحان میں مختلف محکموں کے نمائندے شریک کئے جائیں گے تاکہ اس اہم معاملہ میں وہ رہنمائی کرسکیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ نصابوں کی تیاری کے وقت صرف سرکاری محکموں کی ضروریات ہی کو پیش نظر رکھا جائے گا۔ البتہ ان کا خاص طور پر لحاظ رکھا جائے گا۔ تاکہ عملی طور پر جو دشواریاں پیش آرہی ہیں وہ رفع ہو جائیں۔

مجلس کے اختیارات

عام طور پر اس مجلس کو ان امور کی حد تک جو ریاست میں فنی اور پیشہ وری تعلیم کے امتحانات سے متعلق ہوں، ہر قسم کے اختیارات حاصل رہیں گے۔ اس کی سفارشات قطعی ہوں گی۔ اور صرف صدر المہام بہادر صیغہ تعلیمات کی منظوری حاصل کرنے کی ضرورت ہوگی۔ مثلاً اسے اختیار ہوگا کہ کامیاب امیدواروں کو صداقت نامجات اور ڈپلوما عطا کرے۔ ایسے خانگی اداروں کو تسلیم کرے جو فنی مضامین کی تربیت دیتے ہوں۔ نیز فنی اور پیشہ وری تعلیم کے موجودہ معیار کو بڑھانے کے متعلق تجویزیں پیش کرے۔

مجلس کی ہیئت ترکیبی

صدر اور معتمد کے علاوہ جو بحیثیت عہدہ اس مجلس کے ارکان رہیں گے محکمہ مذکور کے مزید چار نمائندے شریک رہیں گے بقیہ ارکان کا انتخاب حسب ذیل عمل میں آئے گا تعلیمات عامہ کے دو نمائندے ہوں گے ایک تو مجلس تعلیم ثانوی کا معتمد اور دوسرے ایسی خاتون جو تعلیم عامہ کی ماہر ہو۔ علاوہ ازیں جامعہ عثمانیہ محکمہ تجارت و حرفت، مجلس ریلوے سرکار عالی محکمہ برقی سررشتہ تعمیرات عامہ اور سررشتہ فینانس کی جانب سے ایک ایک رکن نامزد کیا جائے گا۔ بقیہ دو نشستوں پر دوسرے محکموں کے نمائندے باری باری سے نامزد کئے جائیں گے۔ چنانچہ سال حال سررشتہ زراعت اور محکمہ امور دستوری کے نمائندے لئے گئے ہیں۔

ستیاگرہ کی دھمکی

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۱)

تحریک کی تفصیلات

مسٹر گاندھی دہلی تک موجودہ صورت حال سے پوری طرح باخبر ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ مستقبل میں حالات کیا صورت اختیار کرینگے۔ بعض اطلاعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس وقت اپنی اسکیم کی تفصیلات پر غور کر رہے ہیں اور اس اسکیم کو آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے اجلاس میں جو بمقام بمبئی منعقد ہو رہا ہے پیش کریں گے۔ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ آیا یہ تحریک اقوام متحدہ کی فتح میں ممد و معاون ہوگی جس کے خود مسٹر گاندھی بھی متمنی ہیں مسٹر گاندھی نے کہا کہ "میری تحریک کا نتیجہ۔ اگر ہمدردی سے اس کا جواب دیا جائے۔ فتح لازمی طور پر فتح کی صورت میں نمودار ہوگا لیکن اگر برطانیہ اس کو سمجھنے میں غلطی کرے اور یہ نقطۂ نظر اختیار کرے کہ اس کو کچل دیا جائے تو اس وقت نتیجہ کا ذمہ دار برطانیہ ہوگا نہ کہ میں"۔ مجلس عاملہ کے اجلاس کے بعد ایک صحافتی ملاقات میں مسٹر گاندھی نے اپنی تحریک کے خد و خال پر روشنی ڈالی۔ ہر شخص جانتا ہے کہ یہ تحریک عامی نوعیت کی ہوگی۔ یہ ایک کھلی بغاوت ہوگی۔ اس کا مقصد صرف جیلوں میں ستیاگرہیوں کو بھرنا نہ ہوگا۔ یہ بہت مختصر اور تیز ہوگی۔

لیکن مسٹر گاندھی کے منصوبہ کے مضمرات سے بہت کم لوگ واقف ہیں۔ اس کی تفصیلات ابھی راز میں رکھی گئی ہیں جو غالباً آل انڈیا کمیٹی کے اجلاس بمبئی میں پیش کئے جائیں گے اور بعد میں مقامی کانگریسی کارکنوں کو ان سے مطلع کیا جائے گا۔ مسٹر گاندھی کے قریبی رفقائے کار اس تحریک کی وسعت اور نوعیت سے واقف ہیں۔ ان حلقوں میں یہ توقع کی جا رہی ہے کہ اس دفعہ تحریک پر کسی قسم کے قیود عائد نہیں کئے جائیں گے۔ اس کی نوعیت بہت وسیع اور جامع ہوگی۔ یہ تحریک چند منتخب افراد تک محدود نہ ہوگی اس کو صرف کانگریسیوں تک محدود نہیں رکھا جائے گا۔ جو لوگ برطانوی اقتدار کی فوری واپسی چاہتے ہیں ان کو اس تحریک میں حصہ لینے کی دعوت دی جائیگی۔ یہ تجویز کی جا رہی ہے کہ زندگی کے ہر شعبہ میں حکومت سے عدم تعاون کیا جائے اور حکومت کے ہر حکم کی مزاحمت کی جائے۔ عدم ادائی لگان۔ ہڑتال۔ کاشتکاروں کی شورش وغیرہ جیسی چیزیں زیر غور ہیں۔ مقاطعہ۔ ہڑتال۔ چوکی وغیرہ بھی تحریک سے خارج نہیں ہیں۔ مسٹر گاندھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ حکومت ان کی مہم سے کس طرح نپٹنے کی کوشش کرے گی لیکن معلوم ہوتا ہے کہ انہیں یہ امید ہے کہ کانگریسی لیڈروں کے علاوہ کانگریسی کارکنوں کی گرفتاری جو ان کی تحریک کے شروع ہوتے ہی ناگزیر طور پر عمل میں آئے گی ان کی تحریک کو کمزور کرنے کے بجائے اور تقویت پہنچائے گی۔

تحریک کے اس کانفرنس نے یہ واضح کر دیا ہے کہ وہ ایک خاموش انداز سے بنیادی تبدیلی کی طرف نہیں رہیں گے مگر ان کی آزادی سلب کر لی گئی اور وہ ہر شخص سے بند ہو جائے

کے بعد بھی وہ لاکھوں افراد کے ذریعہ اپنے خیالات ظاہر کرتے رہیں گے۔ اس کا بھی امکان ہے کہ وہ مرن برت کا ارادہ کریں۔ (نامہ نگار ٹائمز آف انڈیا)

اشتہار

محکمہ مجلس مصالحت قرضہ جات دست کاری متفرقہ تعلقہ سدی پیٹھ ضلع میدک

نمبر مقدمہ ۱۵ (آ) ۱۳۵۱ف

باجلاس مولوی محمد زین العابدین صاحب بی اے ایل ایل بی منصف و صدر مجلس

بڈلہ نارائن وغیرہ۔ درخیں۔ تجویز ثانی خواہاں

بنام

دو ماٹ کشنیا۔ دیون۔ طرف ثانی

دعوی

تجویز ثانی

بنام دو ماٹ کشنیا ولد چنا ملو قوم کنبی عمر ۴۰ سالہ پیشہ زراعت ساکن موضع تنگرم تعلقہ کریم نگر

ہرگاہ۔ بمقدمہ صدر مسمی بڈلہ نارائن وغیرہ درخیں نے بمقابلہ تم دیون مجلس ہذا میں درخواست تجویز ثانی پیش کیا ہے جس کی تاریخ پیشی ۱۴ ر مہر ۱۳۵۱ف روز چہارشنبہ وقت (۱۰) بجے مقرر ہے لہذا تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ تم تاریخ مذکورہ پر مجلس ہذا میں حاضر ہو کر درخواست تجویز ثانی کے متعلق تمہارا کیا جواب ہے پیش کرو بصورت غیر حاضری کارروائی ضابطہ کی جائیگی۔

آج بتاریخ ۱۹ ر شہریور ۱۳۵۱ف میری دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط مرزا اصغر سلطان
منتظم عدالت

دستخط
صیغہ دار

اشتہار

نمبر مقدمہ ۱۳۵۱ف

سرکار فیض آثار عالیجناب نواب حمایت نواز جنگ بہادر محکمہ عدالت دیوانی ضلع گلبرگہ علاقہ پائیگاہ خاص مستقر گلبرگہ

باجلاس مولوی سید محمد غوث صاحب گرد یزی ناظم عدالت دیوانی ضلع گلبرگہ

مدعی سنگپا ولد ایرپا کشیا ماتا لکر ساکن گلبرگہ

بنام

سائنا ولد شیو رام ساکن کچیونت واڑی تحت موضع بالکنڈہ تعلقہ تاب پور مستقر راجچور۔

دعوی

دلاپانے زر نقد مبلغ سا ۳ روپے سکہ عثمانیہ

بنام۔ سائنا ولد شیو رام قوم کنبی عمر ۵۰ سالہ پیشہ زراعت ساکن کچیونت واڑی تحت موضع بالکنڈہ تعلقہ تاپ پور مستقر راجچور

ہرگاہ۔ مقدمہ مندرجہ صدر میں تمہارے نام متعدد مرتبہ سمن اجرا کئے گئے مگر کسی وقت سمن کی تعمیل تمہاری ذات پر نہیں ہوئی لہذا تم کو بذریعہ اشتہار آگاہ کیا جاتا ہے کہ مقدمہ ہذا میں تاریخ پیشی ۲۶ ر مہر ۱۳۵۱ف روز شنبہ مقرر کی گئی ہے لہذا چاہیے کہ تاریخ مقررہ بوقت ۱۰ بجے دن کے بمقام عدالت دیوانی ضلع گلبرگہ مستقر گلبرگہ اصالتاً یا وکالتاً حاضر ہو کر مقدمہ ہذا میں پیروی و جوابدہی کریں بصورت غیر حاضری تمہاری کارروائی یکطرفہ عمل میں آئے گی پھر تمہارا کوئی عذر مسموع نہ ہوگا فقط

کلکٹ طلبانہ ۔ روزنامچہ پر نسب ہے

دستخط
سررشتہ دار عدالت ضلع
